اِجتہاد اور اِسلام

اِجتہاد
اِسلام کے احکامِ نعمت کے خلاف
ایک سازش !

آتش لُدھیانوی
ایم۔ اے

ناشر
مکتبہ العدالت
28۔ سعدی روڈ
اِسلام پورہ
لاہور

Marfat.com

اجتہاد اور اسلام

اجتہاد
اسلام کے احکام نعمت کے خلاف
ایک سازش!

آتش لدھیانوی
ایم۔ اے

ناشر
مکتبۃ العدالت 28۔ سعدی روڈ اسلام پورہ لاہور

Marfat.com

جُملہ حقُوق

بحق ڈاکٹر رانا غلام صِدّیق خاں اور رانا غلام فارُوق خاں
پسران عنایت اللہ خاں (آتش لُدھیانوی)
محفُوظ ھیں۔

297.3
18
141090

قیمت .... -/100 روپے

مطبع
این ایس پرنٹنگ پریس ۔ قذافی سٹریٹ، اُردُو بازار، لاہور

Marfat.com

اِجتہاد کے طرفداروں کے نام

يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ط

وہ کہتے ہیں ہمارے اِختیار میں بھی کچھ ہے۔

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط

کہہ دے اِختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے۔

(آلِ عمران : ۱۵۴)

Marfat.com

PANJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

Marfat.com

فہرست مضامین

۱۔ انسان، عبدیت، قوانین اور احکام نعمت:۔ ۹

عبدیت، عبادت، انسان اور عبدیت، انسانیت کے مبلغین، انسانی قوانین اور احکام نعمت۔

۲۔ جدیدیت کا دلدادہ طبقہ اور اجتہاد:۔ ۱۵

رسولؐ یا نبیؐ کی حیثیت، وحی خاص، وحی عام اور احکام نعمت، عقل و دانش کی کتاب، سیاسی زوال کا اثر، ایک اور قلمکار کی جاہلانہ سوچ، ایک سوال، ایک اور سوال، زندگی و وجود کے دائرے یا حلقے، متعین دائرہ و حلقہ، اعلم و افضل، صحیح دائرہ اور حلقہ، نبیؐ کا رائے و اجتہاد سے راہ عمل متعین کرنا، دائرہ بشریت۔

۳۔ اسلام، اسلام کے تقاضے اور اجتہاد:۔ ۲۹

اسلام کیسا دین ہے، نعمت و اختیار، احکام نعمت کی حیثیت، احکام نعمت کا مقام، اسلام کا تقاضائے عمل، خالصیت و تکملیت، اللہ پاک کی پسندیدگی کی سند، فقہی بنیادیں، عاقبت نا اندیشانہ جسارت، ایک سوال، رسولؐ کے ذاتی عمل کی دلیل و وساطت، قرآن حکیم اور لفظ ''اکمل'' ہو سکتا ہے۔

۴۔ قوانین اور احکام نعمت کی حیثیت:۔ ۳۷

قانون کا لفظ، حکم اور عقل، تبدیلی وقت یا ضرورت وقت کا بہانہ، مسند شاہی اور مسند دین، احکام نعمت کا ادھورا پن۔

Marfat.com

۵- حرفیت، معنویت، اجتہاد اور عقلی امتیاز:- ۴۳

ایک بڑے اعتراض کی گنجائش۔

۶- اسلام اور مادی و سائنسی ذرائع:- ۵۰

سائنس، اشیاء کا مسخر ہونا، اسلام کا اصل مدعا۔

۷- اجتہاد اور مجتہد:- ۵۳

اجتہاد کے بارے میں رائیں، ابوبکر رازی کے نزدیک اجتہاد کا مفہوم، شاطبی کے نزدیک اجتہاد کا مفہوم، آمدی کی اجتہاد کے بارے میں رائے، یہ ذاتی قسم کی رائیں ہیں، اجتہاد اور قلمکار لوگ۔

۸- مجتہد:- ۶۱

فرقہ بازیوں میں مجتہد کی حیثیت، ایک اور الجھن، مجتہد کی اصطلاح، مجتہد کے بارے میں کچھ اور شرائط، ساتوں شرائط اور ان کی تشریحوں پر تبصرہ۔

۹- نظام اسلام اور التوائی بہانے:- ۷۱

کونسلیں، پلاننگز اور حالاتی مصلحتیں، حاکموں کی نیت ٹھیک ہو ہو، نفاذ اسلام کے سلسلے میں ایک ناقابل فہم بات، زمانے کے ہر دور کے لئے۔

کیا اللہ تعالیٰ قدرت نہیں رکھتا۔

۱۰- مسلمان اور جدیدیت پرستی:- ۷۶

قدیم و جدید، پیغمبرانہ انقلابی دور اور انسانی انقلابی دور، انسانی آئین کی حیثیت، رسالت یا نبوت اور احکام نعمت، ترقی یافتہ اقوام کا مقابلہ، مغربی جدیدیت سے لگن، دینوی برتری، اسلام کے احکام نعمت کے نفاذ کا مقصد، دین و دنیا، جدید کاری

Marfat.com

یا تطبیق سازی' FLEXIBILITY' اللہ تعالیٰ اور دور ہائے زمانہ' دوسرا بہتر حکم نعمت' حکم کا مقام' تخلیق یا خلق کا حکم' وقت اور انسانی سوچ' انسانی جدیدیت کا غسل' تشکیل جدید کی سوچ' اسلام میں ہر عمل۔

۱۱۔ اقبال اور اجتہاد:۔ 91

فقہ اسلامی کی اصطلاح' ایک سوچنے کی بات' تاریخ اسلام۔

۱۲۔ اجتہاد کے سلسلے میں جناب معاذ بن جبلؓ سے منسوب مردود حدیث:۔ 99

یہ بات امکان سے باہر نہیں۔

۱۳۔ تکمیل دین' جزئیات اور اجتہاد:۔ ۱۰۶

غیر فطری مسائل' زندگی کی روانی' زندگی رواں دواں اور متحرک ہے' کیا کشش باقی رہ جائے گی' انفرادیت' اجتہاد و رائے کی آزادی۔

Marfat.com

Marfat.com

انسان، عبدیت، قوانین اور احکام نعمت

اسلام کو لوگ قوانین کا ایک ادارہ خیال کرتے ہیں، اسی خیال کے پیش نظر اسلام کے سلسلے میں انسانی قانون سازی (اجتہاد) کی بات کی جاتی ہے۔

قوانین کے ادارے تو اسلام سے مخالفت رکھنے والے ملکوں میں بھی موجود ہیں، اور ان کے قوانین کی خلاف ورزی قابل گرفت ہے۔

اسلام کو قوانین کا ایک ادارہ خیال کرنا جہالت ہے، اسلام عبدیت کے حقوق و فرائض کو اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت (احکام الٰہی) کے مطابق خلوص نیت سے ادا کرنے کا نام ہے۔

عبدیت:۔ عبدیت عربی کے لفظ "عبد" سے ہے، اسلام میں عبد کا مطلب ہے عبادت کرنے والا، اسلام سے پہلے عرب میں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی، ایسے نام جو کسی نہ کسی بڑے بت کی عبادت کرنے والا ظاہر کریں رکھے جاتے تھے، اسلام میں بتوں کی عبادت شرک ہے، اور شرک اسلام میں ناقابل معافی سب سے بڑا گناہ ہے، اسلام انسان کے خالق "اللہ تعالیٰ" ہی کی عبدیت کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔

اسلام عبد کی حیثیت اس کو دیتا ہے جو عبدیت کے حقوق و فرائض اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق خلوص نیت سے ادا کرے، انسان کو تخلیق ہی عبدیت کے لئے کیا گیا ہے۔

وما خلقت الجن و الا نس الا لیعبدون

(اور میں نے جنوں اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔)

(الذاریات)

Marfat.com

جو لوگ عبدیت کے حقوق و فرائض ادا نہیں کرتے وہ گمراہ ہیں' عبدیت کی راہ ہی زندگی کی "سیدھی راہ" ہے' اس پر چل کر ہی انسان تخلیق انساں کے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے' عبدیت کی سیدھی راہ کے علاوہ زندگی کی جتنی راہیں ہیں وہ سب بھٹکا دینے والی ہیں۔ اور معبود (اللہ تعالیٰ) کو ناراض کرکے اس کے غضب کو آواز دینے والی ہیں' سیدھی راہ معبود کی رضا کو پانے والے انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہے' اور یہ لوگ ہی عبد و مثالی عبد ہیں۔

اھد نا الصرا ط المستقیم صرا ط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ○

"(اے اللہ تعالیٰ اے معبود) چلا ہم کو سیدھی راہ پر' راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا' نہ کہ راہ ان لوگوں کی جن پر تیرا غضب نازل ہوا' اور نہ راہ ان لوگوں کی جو بھٹک گئے"۔ (فاتحہ)

عبد کی حیثیت میں انسان کی اپنی کوئی نفسانی خواہش قائم نہیں رہ جاتی' اس کی ہر خواہش معبود کی رضا کے مطابق ہو جاتی ہے' وہ جو خواہش کرتا ہے معبود کو راضی رکھنے کے لئے کرتا ہے' اور وہ جو عمل کرتا ہے معبود کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔

قل ان صلا تی و نسکی و محیا تی للہ رب العلمین ○

(کہہ دے کہ میری صلوٰۃ' میری عبادت' میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے' جو تمام جہانون کا رب ہے) (الانعام : ۱۶۳)

عبدیت معبود ہی کے لئے خاص ہے' اسی لئے عبادت معبود کے لئے ہو تو عبادت' نہیں تو ریا' جس کی سزا جہنم کی آگ میں جلنا ہے۔

عبادت :۔ اسلام میں عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی زندگی کے سب معاملات معبود اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کے مطابق ہو جائیں' عبادت سے صرف صوم و صلوٰۃ' زکوٰۃ و حج' درود و تسبیح اور نوافل ہی کی ادائیگی کا مفہوم لینا عبادت کی وسعت کو گھٹانا

Marfat.com

ہے' انسانی زندگی کا ہر عمل عبادت سے وابستہ ہے۔

عبد کا کام معبود کی زبانی و تحریری تعریف کرنا ہی نہیں ہے' اس کا کام معبود کے ہر حکم نعمت کو پورے طور سے اطاعت رسولؐ میں خلوص نیت سے بجا لانا بھی ہے۔ جو انسان اپنے معبود کے ہر حکم نعمت کی خلوص نیت سے اطاعت رسولؐ میں بجا آوری کرتا ہے وہی عبد کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

عبد کا کام اپنے معبود کی رضا کو حاصل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا' وہ اپنے معبود کی رضا کے حصول کے مقابلے میں دنیا کی کسی اور شے کی پرواہ نہیں کرتا' جب معبود انتظام جہاں کرنے والا بھی ہو

یدبر الامر من السماء الی الارض○

(آسمان سے زمین تک کا بندوبست وہی (معبود) کرتا ہے) (السجدہ: ۵)

تو عبدیت کے حقوق و فرائض میں معبود کے انتظام جہاں کے سلسلے میں احکام نعمت کے مطابق عمل کرنا بھی شامل ہو جاتا ہے' انتظام جہاں کے احکام نعمت کے سلسلے میں عبد اپنی سوچ یا خواہش کے مطابق ذرا سا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا' وہ انتظام جہاں کے سلسلے میں نازل ہونے والے احکام نعمت کی پورے طور پر پیروی کرتا ہے۔

انسان اور عبدیت:۔ انسان کو معبود اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے' صرف انسان ہی رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا' انسان تو گھاٹے میں رہنے والا ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنو وعملوا الصلحت و توصو بالحق وتوصو بالصبر○

(قسم ہے زمانے کی' بے شک انسان گھاٹے میں ہے' مگر جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے انہوں نے صالح' اور آپس میں تاکید کرتے رہے حق کی اور صبر کی) (العصر)

احکام نعمت کے مطابق ایمان لانے' صالح کام کرنے' اور آپس میں حق اور صبر کی تلقین و تاکید کرنے والے لوگ عبد کے درجے میں آتے ہیں' وہ گھاٹے میں نہیں

Marfat.com

رہتے (صالح کام احکام نعمت کے مطابق اطاعت رسولؐ میں خلوص نیت کے ساتھ اعمال ہیں)

انسانیت کے مبلغین :- انسانیت کے مبلغین "بڑے انسان" تو ہو سکتے ہیں لیکن عبد نہیں ہو سکتے، جبکہ عبدیت ہی کے لئے انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے۔

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"۔(الذاریات)

کوئی جس طرح معبود کی معبودیت میں کسی انداز کی بھی ذرا سی شرکت کا حق نہیں رکھتا، اسی طرح معبود کے انتظام جہاں کے احکام نعمت میں بھی کسی کو کسی قسم کی ذرا سی دخل اندازی کا حق حاصل نہیں، اس لئے کہ معبود کے انتظام جہاں کے احکام نعمت بھی معبودانہ (خالقانہ) حیثیت رکھتے ہیں، مذہبی قسم کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ خلفائے راشدینؓ میں سے ہر ایک نے حکومت (اسلامی طرز کی حکومت) کا بوجھ اٹھاتے ہوئے سب سے پہلے یہ اعلان کیا :-

"میں پیروی کرنے والا ہوں، نئی راہ نکالنے والا نہیں"۔
میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ و رسولؐ کا مطیع رہوں،
دین اور نبیؐ کا طریقہ سکھانا ہی حکومت کا کام ہے"۔

(جناب ابوبکر صدیقؓ، ابن ہشام جلد نمبر۴، طبری جلد نمبر۳، کنزالعمال جلد نمبر۵)

"میں پیروی کرنے والا ہوں، نئی راہ نکالنے والا نہیں"

(جناب علی مرتضیٰؓ، طبری جلد نمبر۳)

"جناب عمر فاروقؓ نے اپنے تمام گورنروں کو حج کے موقع پر طلب کیا، اور سب لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ ان گورنروں کے خلاف جس شخص کو کسی ظلم کی شکایت ہو وہ پیش کرے، ایک شخص نے اٹھ کر جناب عمرو بن العاصؓ کی شکایت کی کہ انہوں نے ناجائز طور پر اسے سو

Marfat.com

کوڑے لگوائے تھے' جناب عمر فاروقؓ نے اس شخص سے کہا کہ اٹھو اور ان سے اپنا بدلہ لے لو' جناب عمرو بن العاصؓ نے جناب عمر فاروقؓ سے کہا کہ آپ گورنروں پر یہ دروازہ نہ کھولیں' اس پر جناب عمر فاروقؓ نے جواب دیا کہ میں نے جناب رسول اللہؐ کو خود اپنی ذات سے بدلہ دیتے دیکھا ہے"۔

(کتاب الخراج)

معبود کی رضا کے حاصل ہو جانے سے عبد "اتقاء" کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور متقی انسان کے کارہائے جہاں کے سلسلے میں معبود اس کا ساتھی اور ولی بن جاتا ہے۔

ان اللہ مع المتقین ○

(بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے) (البقرہ: ۱۹۵)

واللہ ولی المتقین ○

(اللہ متقیوں کا ولی ہے) (جاثیہ: ۱۹)

انسانی قوانین اور احکام نعمت:۔ "انسانی قوانین" زیادہ سے زیادہ اس دنیائے فانی کے نظم و ضبط میں کچھ عارضی فائدہ پہنچا سکتے ہیں' لیکن احکام نعمت کی مانند آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دے سکیں گے' احکام نعمت اس دنیائے فانی بھی فطری فائدہ پہنچاتے ہیں اور آخرت میں بھی فطری فائدہ پہنچانے کا سبب بنیں گے۔

فانی انسان کے فانی و عارضی ذہن و عقل سے تیار کئے ہوئے قوانین کی حیثیت بھی فانی و عارضی رہتی ہے۔ فانی و عارضی ذہن و عقل سے تیار کردہ فانی و عارضی قوانین خالق اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ غیر فانی و مستقل خالقانہ احکام نعمت کے معیار و مقام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

انسان کو دنیا میں قوانین کی بالادستی قائم کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا' بلکہ اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق خلوص نیت سے عبدیت کے حقوق و فرائض کو ادا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

Marfat.com

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون○

(اور میں جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے)۔

(الذاریات)

Marfat.com

جدیدیت کا دلدادہ طبقہ اور اجتہاد

جدیدیت کے دلدادہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس بات پر زور دے رہا ہے کہ---- قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے میں اجتہاد کی ضرورت بڑی اہمیت رکھتی ہے-- اس سے متعلق کئی قلمکاروں کی الفاظ سازیاں سامنے آ چکی ہیں' جوش قلم کاری میں بعض قلمکاروں نے تو جناب رسول کریمؐ کو مجتہد تک کہہ دیا اور قرآن حکیم کو عقل و دانش کی کتاب-

(مضمون جسٹس ظہور الحق' روزنامہ جنگ' ۱۳- نومبر۱۹۷۱ء' کراچی)

رسولؐ یا نبیؑ کی حیثیت:- رسولؐ یا نبیؑ کی حیثیت کسی پہلو سے مجتہد کی نہیں ہوتی وہ اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کے مطابق پہلے خود عمل کرنے والا' پھر دوسروں کو اپنے عمل کی تقلید میں عمل کے لئے تبلیغ کرنے والا' اور پھر تقلیدی عمل کے انجام سے آگاہ کرنے والا ہوتا ہے-

وانا اول المسلمین○

(اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری کرنے والا ہوں) (الانعام: ۱۶۴)

یا یھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک○

(اے رسول تبلیغ کر جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے)

(المائدہ: ٦٧)

والذین امنو و عملوا لصلحت اولئک اصحب الجنتہ○

(اور جو لوگ ایمان لائے اور صالح اعمال کئے' وہ جنت میں جائیں گے)

(البقرہ: ۸۲)

Marfat.com

(کوئی عمل، صالح عمل کی حیثیت اس وقت اختیار کرتا ہے جب وہ احکام نعمت کے مطابق اطاعت رسولؐ میں خلوص نیت کے ساتھ کیا جائے۔)

رسولؑ یا نبیؑ سب سے پہلے احکام نعمت کے نفاذ کے لئے ہدایت الٰہی کے مطابق جدوجہد کرنے والا ہوتا ہے، خواہ ماحول کتنا ہی ناسازگار و ناموافق ہو، رسولوںؑ یا نبیوںؑ نے ماحول کی ناسازگاری و ناموافقت کے ہوتے ہوئے احکام نعمت کو ہدایت الٰہی کے مطابق نافذ کرنے کے لئے عملی جدوجہد کی اور اس سلسلے میں کسی قسم کے شدائد و مصائب کی پرواہ نہ کی، ناسازگار و ناموافق حالات میں احکام نعمت کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد کرنے کی وجہ سے جناب ابراہیمؑ آگ میں پھینکے گئے، جناب موسیٰؑ نے فرعونیت کا مقابلہ کیا، جناب عیسیٰؑ کو رسن و دار کے مرحلے سے گذرنا پڑا اور جناب محمدؐ کو بڑی بڑی تکلیفوں اور سختیوں کی راہ کو طے کرنا پڑا۔

ناساز گار و ناموافق حالات میں احکام نعمت (اسلام) کا نفاذ نبیوںؑ کی سنت کے مطابق چل کر ہی ہو سکتا ہے، اور نبیوںؑ کی سنت احکام نعمت کو ان کی نزولی حیثیت ہی میں نافذ کرنا ہے نہ کہ ان کو نافذ کرنے سے پہلے ناسازگار و ناموافق حالات کی رکاوٹوں کے پیش نظر مصلحت سازیوں کے سہاروں کی طرف دیکھنا، اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ ہی کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ ہی کے احکام نعمت کو نافذ کرتے وقت انسانوں کے پیدا کئے ہوئے ناسازگار و ناموافق حالات کو سامنے رکھ کر مصلحت سازیوں کے سہاروں کی جانب دیکھنا خالص دنیا داری ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کاملہ و قادریت کاملہ کے بارے میں بے اطمانیت بھی ہے۔

وحی خاص، وحی عام اور احکام نعمت:۔ "وحی عام" وہ احکام نعمت ہیں جو جبریل فرشتے کے ذریعے سے کتب و صحائف کی شکلوں میں نبیوںؑ یا رسولوںؑ پر نازل ہوئے، جیسے تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم، اور "وحی خاص" وہ احکام نعمت ہیں جو جبریل فرشتے کے بغیر نبیوںؑ یا رسولوںؑ پر نازل ہوئے۔ وحی خاص کا نزول خواب میں بھی ہوا۔ جناب ابراہیمؑ پر اپنے بیٹے جناب اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم نعمت خواب میں وحی خاص

Marfat.com

کی صورت میں نازل ہوا۔

نبیؐ کو جس قدر مسائل پیش آتے ہیں' وہ ان کو وحی عام و وحی خاص کے مطابق حل کرتا ہے' نبیؐ کی انسانی عقل و دانش وحی عام و وحی خاص کے تابع ہوتی ہے' نبیؐ کا عمل بھی وحی خاص و وحی عام کے ماتحت ہوتا ہے۔

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی○

(کہہ دے میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے)

(الاعراف: ۲۰۳)

عقل و دانش کی کتاب :- قرآن حکیم خالق اللہ تعالیٰ کی خالقیت و معبودیت کی حقیقت' جناب محمدؐ کے مقام رسالت' احکام نعمت اور احکام نعمت کی حقیقت و اہمیت سے آگاہ کرنے والی کتاب ہے' اسے عقل و دانش کی کتاب کہنا بے علمی ہے' اس لئے کہ عقل و دانش کی حیثیت تخلیقانہ اور قرآن حکیم کی حیثیت خالقانہ ہے' عقل و دانش عطیہ الٰہی ہے' کسی کو کم عطا کی گئی' کسی کو زیادہ' لیکن ہر ذی ہوش کو اتنی ضرور عطا کی گئی کہ اس سے اللہ و رسول کی پہچان ہو سکے۔

اس قسم کی باتیں کہ "قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے میں اجتہاد کی ضرورت بڑی اہمیت رکھتی ہے" معاشرتی و اقتصادی و معاشی لحاظ سے مغرب کے طور طریقے اپنانے کی کھلی چھٹی حاصل کرنے کے لئے بھی ہیں' جدیدیت کا دلدادہ طبقہ مسلمان تو رہنا چاہتا ہے لیکن غیر اسلامی مغربی قسم کے طور طریقوں کے درمیان' یہ طبقہ احکام نعمت کے رنگ کو انسانی قوانین کے رنگوں میں ملا جلا کر اپنانا چاہتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کے رنگ میں کوئی اور رنگ مل جل ہی نہیں سکتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کا رنگ احسن ہے اور کوئی اور رنگ یہ مقام نہیں رکھتا۔

ومن احسن من اللہ صبغتہ" ○

(اور اللہ کے رنگ کے سوا اور کوئی رنگ احسن نہیں) (البقرہ: ۱۳۹)

Marfat.com

جدیدیت کا دلدادہ طبقہ زیادہ تر غیر اقوام کی مادی ترقی و برتری سے متاثر ہو کر بھی اجتہاد کی بات کرتا ہے' لیکن مادی ترقی و برتری کا قوانین و احکام نعمت سے کیا واسطہ' مادی و سائنسی ترقی کے لئے مادی و سائنسی میدان میں جدوجہد کی ضرورت ہے نہ کہ انسانی قوانین کو احکام نعمت کی سطح پر لانے کے لئے انسانی قانون سازی یا اجتہاد کی ضرورت کا غیر ضروری شور مچانے کی۔

سیاسی زوال کا اثر:- اجتہاد کی بات احکام نعمت کی مکمل و مستحکم و مسلسل حیثیت سے ناواقفیت کی بناء پر بھی کی جاتی ہے' اور اس میں کچھ دنیوی سیاسی اقتدار کے زوال کا اثر بھی شامل ہے' دنیوی سیاسی اقتدار کے زوال کو عروج میں بدلنے کے لئے دنیوی اقتدار پسند طبقے نے عملی انداز میں منظم ہو کر جدوجہد کرنے کی بجائے صرف زبانی کلامی پروپیگنڈہ ہی کیا' یہ طبقہ صرف دنیوی اقتدار ہی کو حیات انسانی کی سب سے بڑی کامیابی تصور کرتا ہے' خواہ وہ بنو امیہ یا بنو عباس یا سلطنت عثمانیہ کے عیش پرست و جابر بادشاہوں کی صورت میں ہو خواہ مخالفین اسلام کے زیر سایہ ہو' اس طبقے کے نزدیک انسانوں کی دنیوی سیاسی برتری احکام نعمت کی برتری سے زیادہ حیثیت و اہمیت رکھتی ہے' مسلمان بادشاہوں کی بادشاہتوں کے زوال کے بعد دنیوی سیاسی قوت غیر اقوام کو حاصل ہوئی تو دنیوی اقتدار کے آرزو مند لوگوں نے احکام نعمت کی حدود سے تجاوز کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی' البانیہ اور ترکی کی مسلمان حکومتوں نے اپنے ملکی قوانین کو مغربی رنگ دے لیا' مصر کی مسلمانوں کی حکومت نے ۱۸۸۴ء میں اپنے ملکی قوانین کو "فرنچ کوڈ" کے مطابق ڈھال لیا' پاکستان میں بھی مسلمانوں کی حکومت احکام نعمت کے مطابق نہیں چل رہی۔

ایک اور قلمکار کی جاہلانہ سوچ:- ایک اور جاہل قلمکار نے اپنی کتاب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور دوسرے انبیاءؑ) کے مجتہد ہونے کے بارے میں الفاظ سازی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"نبوت کا بہر آئینہ ایک متعین دائرہ ہے' اس دائرے میں نبیؑ سے بڑھ کر اور

Marfat.com

کوئی شخص اعلم و افضل نہیں ہو سکتا' لیکن زندگی و وجود کے کچھ اور دائرے یا حلقے بھی ہیں' اور یہ قطعی ضروری نہیں کہ ان سب سے متعلق بھی انبیاءؑ کی رائے اتنی ہی حجیت و اسناد کی متقاضی ہو جتنی امور دین میں...... پیغمبر جب دائرۂ بشریت کی بات کرتا ہے یا اس سطح سے متعلق کچھ کہتا ہے تو اس کے رد و قبول کا اختیار ہے...... جب پیغمبر منصوصات کو راہنما نہیں پاتا تو اس وقت اجتہاد و رائے سے ایک راہ عمل متعین کرتا ہے"۔ ("مسئلہ اجتہاد" ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور)

نبوت دنیوی عہدوں کی مانند کوئی عہدہ نہیں کہ جس کا ایک متعین دائرہ اور وقت ہوتا ہے' نبوت ایک مسلسل سلسلہء تبلیغ توحید ہے' ازل سے ابد تک اس سلسلے کا ایک ہی مقصد ہے کہ توحید کو صحیح انداز میں پورے طور سے تسلیم کیا جائے' نبیؑ انسانوں کو توحید کی صحیح صورت اور تسلیم کامل کے طریقے سے آگاہ کرنے والا ہوتا ہے' تمام انبیاءؑ ایک ہی سلسلہء نبوت کے اراکینؑ ہیں۔ سلسلہء نبوت جناب آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمدؐ پر ختم ہو گیا' قرآن حکیم سلسلہء نبوت کی آخری کتاب ہے' سلسلہء نبوت جناب آدمؑ سے لے کر جناب محمدؐ تک درمیان میں کہیں سے نہیں ٹوٹا' اور نہ کسی طرح کی خرابی کا شکار ہوا' سلسلہء نبوت سے کسی ایک رکنؑ کا نام نکال دینے سے سلسلہء نبوت کی حیثیت و اہمیت قائم نہیں رہتی' اللہ و رسولؐ پر ایمان لے آنے کے باوصف سلسلہء نبوت کے کسی ایک رکن کو نہ ماننے سے نہ انسان مسلمان ہو سکتا ہے نہ اس کے اللہ و رسولؐ پر ایمان لے آنے کی کوئی حیثیت و اہمیت باقی رہتی ہے۔

توحید کا مفہوم صرف اتنا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مان لیا جائے' اللہ تعالیٰ کو ایک تو کئی غیر مسلم قومیں بھی مانتی ہیں لیکن ان کا ایک ماننا توحید کی تسلیم کامل کے مفہوم کو پورا نہیں کرتا' توحید کی تسلیم کامل میں اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کے علاوہ سلسلہء نبوت کے تمام اراکین' کی پیغمبرانہ حیثیتوں کو بھی ماننا پڑتا ہے' اس دنیا میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی یکتائی (احدیت) اور سلسلہء نبوت کے تمام اراکینؑ کی پیغمبرانہ حیثیتوں' دونوں کو بیک وقت تسلیم کرنے سے توحید کی تسلیم کامل کا منشا پورا ہوتا ہے۔

نبوت زندگی و وجود کے کسی پہلو کو بھی اپنی ہدایت کے دائرے سے بے تعلق نہیں رہنے دیتی' پانی پینا ایک معمولی سا عمل ہے' لیکن نبوت کی ہدایت اسے بھی اپنے سے الگ نہیں ہونے دیتی' خندہ پیشانی سے ملنے یا درشت روئی سے ملنے کا عمل تک نبوت کے دائرہ اخلاق سے باہر نہیں رہنے پاتا' نبیؐ کی رائے زندگی و وجود کے ہر پہلو یا ہر حلقے کے بارے میں قطعی حجیت و سند کی حیثیت رکھتی ہے' اس لئے کہ زندگی و وجود کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو خالق اللہ تعالیٰ کے "حکم کن" کے عمل سے باہر ہو' زندگی و وجود کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا' اس لئے وہی اس کے ہر پہلو کے سلسلے میں صحیح رائے دے سکتا ہے' خالق اللہ تعالیٰ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ زندگی و وجود کا کون سا پہلو یا دائرہ یا حلقہ صحیح یا غیر صحیح ہے۔ سوال ہے:

--کیا زندگی و وجود کے بارے میں خالق اللہ تعالیٰ کی رائے یا فرمان کو ناکاملیت کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

--کیا خالق اللہ تعالیٰ کی رائے یا فرمان سے باہر زندگی و وجود کا کوئی دائرہ یا حلقہ موجود ہے۔

--کیا زندگی و وجود کے بارے میں احکام نعمت مکمل انداز میں نازل کرتے وقت خالق اللہ تعالیٰ سے کوئی کسر باقی رہ گئی۔

--کیا خالق اللہ تعالیٰ کے سامنے زندگی و وجود کے سب پہلو یا دائرے یا حلقے احکام نعمت نازل کرتے وقت نہ تھے۔ --کیا احکام نعمت کامل حیثیت میں نازل نہیں ہوئے۔

--کیا خالق اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جس کو اس نے مکمل کہہ دیا ہو کسی پہلو سے نامکمل ہو سکتی ہے۔

زندگی و وجود کے سلسلے میں نبیؐ کی رائے بھی اٹل حیثیت کی مالک ہوتی ہے' نبیؐ

Marfat.com

کسی رائے کو قبول کرے تو وہ رائے اٹل اور نہ قبول کرے تو بے حیثیت۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی مختلف قسم کی رایوں کی موجودگی میں جناب رسول کریمؐ نے سب رایوں کو رد کر کے جناب ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو قبول فرمایا اور اس رائے کی حیثیت اٹل ہو گئی۔ زندگی و وجود کے ہر معاملے میں نبیؐ کی رائے اللہ تعالیٰ ہی کی رائے ہوتی ہے۔ نبیؐ کا فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہوتا ہے اور نبیؐ کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہوتی ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی○

(اور وہ (نبی) اپنی خواہش کے کچھ نہیں کہتا' بلکہ وہی کچھ کہتا ہے' جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (النجم: ۳'۴)

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ○

(جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی) (النساء: ۸۰)

قرآنی "اطاعت" کا لفظ زندگی و وجود کے ہر دائرے اور ہر حلقے کو محیط ہے' خواہ وہ ظاہر ہو خواہ پوشیدہ ہو۔ نبوت کی حیثیت و اہمیت مکمل ہی اس وقت ہوتی ہے جب وہ زندگی و وجود کے پورے معاملات کو محیط ہو۔ جناب نبی کریمؐ کی نبوت کا سلسلہ تو ابد تک جاتا ہے۔

ایک سوال :۔ کسی چیز کو مفت میں پانے والا اس چیز کی صحیح قدر و قیمت کو جان سکتا اور اس چیز کے بارے میں صحیح سوچ سکتا ہے یا اس چیز کو تخلیق کرنے والا'۔۔ زندگی و وجود کو خالق اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا اور انسان کو یہ دونوں چیزیں مفت میں ملیں' اب یہ بات ایک بے وقوف بھی جان سکتا ہے کہ زندگی و وجود کے سب پہلو' دائرے یا حلقے تخلیق کرنے والے خالق کے سامنے ہو سکتے ہیں کہ زندگی و وجود کو مفت میں پانے والے کے سامنے۔ کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار نے زندگی و وجود کے جن "اور پہلوؤں یا دائروں یا حلقوں" کا ذکر کیا ہے وہ احکام نعمت کی وسعت سے باہر ہونے کے باعث شیطان کے پیدا کردہ ہیں۔

Marfat.com

احکام نعمت زندگی و وجود کے ہر اس پہلو کو اپنے تعلق سے الگ نہیں رہنے دیتے جو زندگی و وجود کے سلسلے میں فطری لحاظ سے ضروری اور اہم ہو سکتے ہیں۔ غیر ضروری و غیر اہم پہلوؤں کو شیطان اہمیت دلاتا ہے، وہ اسے رد کرتے ہیں۔

ایک اور سوال :- خالق اللہ تعالیٰ کے ایک "حکم کن" سے زندگی و وجود کے قسم قسم کے پہلو پیدا ہو سکتے ہیں تو کیا خالق اللہ تعالیٰ کے ایک پسندیدہ مکمل دین نعمت کے احکام نعمت زندگی و وجود کے قسم قسم کے سب پہلوؤں کو بھی اپنے احاطے میں نہیں لے سکتے۔

زندگی و وجود کے دائرے یا حلقے :- زندگی و وجود کے دو ہی دائرے یا حلقے ہو سکتے ہیں۔ ① ایک فطری دائرہ ② دوسرا غیر فطری دائرہ، ہر نبیؑ کی نبوت فطری دائرے کے، استحکام کے سلسلے میں سلسلہ جنباں رہی، زندگی و وجود کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا فطری دائرہ بھی نبوت کی حدود سے باہر نہیں رہا۔

ہر نبیؑ نے اذن الٰہی کے تحت فطری حیثیت رکھنے والے زندگی و وجود کے دائروں یا حلقوں سے تعلق رکھا، اور غیر فطری حیثیت رکھنے والے دائروں یا حلقوں کی مخالفت کی، زندگی و وجود کے کچھ دائرے اور حلقے نہ جانے کون سے ہیں جن سے متعلق کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار نے یہ بات کہی ہے کہ "ان کے لئے نبیؑ کی نبوت حجیت و سند نہیں رکھتی" ان کچھ اور دائروں اور حلقوں کو سامنے رکھ کر ہی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قلمکار اپنی سوچ میں کہاں تک حق بجانب ہے۔

متعین دائرہ و حلقہ :- نبوت کا دائرہ ابتداء سے لے کر انتہا تک ایک ہی ہے، وہ کئی دائروں میں منقسم نہیں ہے، انبیاءؑ بہت سے ہیں اور ان کی حیثیتیں وقتی دائروں میں منقسم ہیں، لیکن ان کا تعلق نبوت کے ایک ہی دائرے سے ہے، نبی آخر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اسلام کسی خاص علاقے کے انسانوں سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ پوری زمین کے انسانوں پر محیط ہے۔

141095

Marfat.com

اعلم و افضل:- نبیؑ دائرہ نبوت میں اعلم و افضل نہیں ہوتا نبی ہوتا ہے۔ اس کی افضلیت "عام سلسلہ افضلیت" کی مانند نہیں ہوتی' اس کی افضلیت پیغمبرانہ ہوتی ہے' اس لئے اس کی افضلیت کے رنگ کی مثل کسی اور کی افضلیت کا رنگ نہیں ہو سکتا' کسی کم درجے میں بھی نہیں' جناب ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت سب مسلمانوں میں عظیم ترین اور مسلم ہے' لیکن ان کی افضلیت کا رنگ جناب رسول پاکؐ کی افضلیت کے رنگ کا سا نہیں ہے' جناب رسول کریمؐ کی افضلیت پیغمبرانہ رنگ رکھتی ہے اور جناب ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت پیروکارانہ رنگ رکھتی ہے۔ نبیؑ کی افضلیت کو عام سلسلہء افضلیت میں شمار کرنا بے علمی ہے' نبیؑ کا علم بھی "عام سلسلہء علم" سے مختلف ہوتا ہے۔ نبیؑ علم کو سیکھتا نہیں بلکہ علم اس پر نازل ہوتا ہے' اس پر جو علم نازل ہوتا ہے وہ دنیا میں پہلے موجود نہیں ہوتا۔ اعلم یا عالم علم کو کسی سے سیکھتا ہے یا حاصل کرتا ہے' اعلم یا عالم دنیا میں موجود علم کا حاصل کرنے والا ہوتا ہے' نبیؑ کا علم نزولی ہوتا ہے اور نزولی علم سب سے پہلے نبیؑ ہی کے پاس ہوتا ہے۔ اعلم اور عالم کا علم کسی اور کے پاس بھی ہوتا ہے۔ نبیؑ کا علم تجربے کا بھی مرہون منت نہیں ہوتا' نبیؑ تو انسان کو اعلم و افضل کی حیثیتوں کو دلانے والا ہوتا ہے' اور نبیؑ انسانوں کو نزولی علم کی تبلیغ کرنے والا ہوتا ہے۔

انا انزلنا الیک الکتب بالحق○

(اے نبی) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے)

(النساء : ۱۰۵)

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم○

(اور یہ کتاب ہم نے تیری جانب اس لئے نازل کی ہے کہ تو لوگوں کے لئے اس کو کھول کر ظاہر کر دے جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے۔) (نحل : ۴۴)

اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ○

Marfat.com

(انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا' جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔) (آل عمران : ۱۶۴)

علم الانسان ما یعلم○

(انسان کو ان چیزوں کا علم دیا' جن کو وہ جانتا نہ تھا۔) (علق : ۵)

وما ینطق عن الھوی ج ان ھو الا وحی یوحی○

(اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا' بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (النجم : ۳'۴)

من م بعد ما جاء ک من العلم○

(اس کے بعد کہ آ چکا علم تیرے پاس۔) (آل عمران : ۶۱)

وقل رب زدنی علما" ○

(اور کہہ پروردگار میرے علم کو زیادہ کر۔) (طٰہٰ : ۱۱۴)

("وقل رب زدنی علما"" اس دعا میں وحی کے علم میں اضافے کی بات نہیں' وحی تو احکام نعمت کے نزول کا نام ہے' اللہ تعالیٰ نے جب مناسب خیال فرمایا انہیں نازل فرمایا' یہ "علم میں اضافے کی دعا" ہستی و صفات باری تعالیٰ کے بارے میں زیادہ آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہے' یہ بات آپؐ جانتے تھے کہ وحی (احکام نعمت) کا نازل ہونا موقع محل اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے تعلق رکھتا ہے' وحی کا نزول موقع محل اور رضائے الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا' اللہ پاک نے اپنی ہستی و صفات کے سلسلے میں اپنے کرم خاص سے آپؐ کو دوسرے نبیوںؑ سے زیادہ آگاہی سے نوازنا چاہا' اس لئے آپؐ سے "علم میں اضافے" کی دعا کرنے کے لئے کہا گیا۔ آپؐ کے علاوہ کسی اور نبیؑ کو علم میں اضافے کے لئے دعا کرنے کے واسطے نہیں کہا گیا۔ جناب موسیٰؑ نے "دعا" کے بغیر اللہ پاک کی بارگاہ میں "دیدار جلوہ" (ہستی و صفات باری

Marfat.com

تعالیٰ کے مزید علم) کے حصول کی آرزو کی تو پوری نہ ہو سکی' اس دعا سے اللہ پاک نے اپنی ہستی اور صفات کے مزید علم (مزید معرفت الٰہی) کا معراج کی صورت میں اضافہ کیا' یہ دعا' ایک ایسی دعا ہے کہ جس کو مانگنے سے پہلے ہی درجہ قبولیت دے دیا گیا تھا' عطائے الٰہی کی حالت یہ ہے کہ اس دعا کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں جناب نبی کریمؐ کے نہیں' اور اس دعا کے مانگنے کے لئے بھی خود اللہ تعالیٰ ہی نے کہا' یہ دعا جناب رسول کریمؐ کے لئے خاص ہے' دعا میں "میرے" سے مراد خاص آپؐ ہی کی ذات مبارک ہے۔)

نبیؐ اعلم نہیں منبع علم ہوتا ہے' نبیؐ کے لئے اعلم کا لفظ استعمال کرنا ناموزوں و بے علمی ہے۔ دین ایک دن میں بھی نازل ہو سکتا تھا' ۲۳ سالوں میں نازل ہونے کا مدعا یہ ہے کہ زندگی و وجود کے ہر قسم کے دائروں اور حلقوں سے نبوت کا سامنا ہو' اور نبوت زندگی و وجود سے متعلق ہر غیر فطری دائرے اور حلقے کو رد کرکے ہر فطری دائرے اور حلقے کو نمایاں و مستحکم کرنے کی دلیل بن سکے' آپؐ کی تیئس سالہ زندگی میں زندگی و وجود کے ہر قسم کے دائرے اور حلقے موجود ہیں' آپؐ نے ان سے احکام نعمت کے مطابق تعلق رکھا۔

صحیح دائرہ اور حلقہ:۔ زندگی و وجود کا ایک ہی صحیح دائرہ' فطری دائرہ ہے' دنیا میں اسی صحیح فطری دائرے کو درست رکھنے کے لئے انبیاءؑ بھیجے گئے' ہر نبیؐ کا اسی صحیح فطری دائرے کے استحکام سے تعلق رہا' اس صحیح فطری دائرے کے علاوہ زندگی و وجود کے جتنے دائرے اور حلقے ہیں وہ غیر فطری ہونے کے باعث انسان یا شیطان کے پیدا کردہ ہیں' کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار نے جن "اور دائروں اور حلقوں" کی بات کی ہے وہ صحیح فطری حیثیت رکھنے والے نہیں۔ غیر فطری حیثیت رکھنے والے ہو سکتے ہیں' زندگی و وجود کے کسی دائرے اور حلقے کو سلسلۂ نبوت نے نظر انداز نہیں ہونے دیا' اور زندگی و وجود کے ہر غیر فطری دائرے اور حلقے کی مخالفت کرنے کے سلسلے میں اور ہر

Marfat.com

فطری دائرے اور حلقے کے استحکام کے لئے نبیؑ کی رائے حجیت و سند کا درجہ رکھنے والی ہوتی ہے۔

نبیؑ کا رائے و اجتہاد سے راہ عمل متعین کرنا:۔ رائے و اجتہاد سے نبیؑ کو راہ عمل متعین کرنے کی ضرورت تو اس وقت پیش آتی جب وحی خاص و وحی عام کا سلسلہ ختم ہو جاتا' کسی نبیؑ کی زندگی میں وحی عام و وحی خاص (منصوصات) کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوا' نبیؑ کی فطرت میں یہ خاصیت رکھی جاتی ہے کہ وہ حکم الہٰی کے بغیر نہ کوئی بات کہتا ہے نہ کوئی قدم اٹھاتا ہے' نبوت کا سلسلہ ہر وقت خالق اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رہا۔

وما ینطق عن الھوی ج ان ھو الا وحی یوحی○

(اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے' جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (النجم: ۳'۴)

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی○

کہدے(اے نبی) میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میری رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (الاعراف: ۲۰۳)

اسلام میں احکام نعمت کے سلسلے میں وحی عام و وحی خاص کے ذریعے کے علاوہ کسی اور ذریعے کو اہمیت حاصل نہیں' اپنے حجتہ الوداع کے آخری خطبے میں جناب رسول کریمؐ نے "انسانی رائے و اجتہاد" کے سلسلے میں کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں فرمایا' کیا آپؐ کو "آنے والے عہدوں" کی تبدیلیوں کی بارے میں خبر نہ تھی' اپنے خطبے میں تو آپؐ نے زندگی و وجود کے لئے صرف اتنا ہی فرمایا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و سنتی○

(میںؐ تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب دوسری اپنی سنت)

کیا زندگی و وجود کے اعمال کے بارے میں آپؐ کا حجتہ الوداع کا یہ فرمان "میںؐ تم

Marfat.com

میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں' ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اپنی سنت" کامل و مستقل حیثیت نہیں رکھتا اور آپؐ کے اس فرمان کی حدود میں زندگی و وجود کے تمام دائرے اور حلقے نہیں آ جاتے۔

دائرۂ بشریت:۔ "نبیؐ جب دائرۂ بشریت کی بات کرتا ہے یا اس سطح سے متعلق کچھ کہتا ہے" تو بھی نبیؐ ہی کی حیثیت میں کہتا ہے' اس لئے نبیؐ کی کسی بات کے رد و قبول کے اختیار کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی' نبیؐ کی ہر بات وحی کی بات ہوتی ہے۔

وما ينطق عن الهوى ج ان هو الا وحى يوحى○

(اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا' بلکہ وہی کچھ کہتا ہے' جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (النجم: ۳'۴)

نبیؐ کی نبوت کے اعلان سے پہلے کی حیثیت بھی نبوت ہی کی حیثیت میں شمار ہوتی ہے' کوئی نبیؐ نبوت سے پہلے نہ بے کردار تھا نہ کج رو اور نہ بت پرست' اس کے ہر کلام اور ہر عمل کی ذمہ داری خود خالق اللہ تعالیٰ نے لی ہوتی ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ○

(اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی ذمہ داری کس کے سپرد کرنی ہے۔)

(الانعام: ۱۲۵)

سلسلۂ نبوت میں کسی امر کے بارے میں جب اللہ پاک وحی عام (احکام نعمت بذریعہ فرشتہ) نازل نہیں فرماتا تو وحی خاص کے ذریعے سے آگاہ کر دیتا ہے۔

"اجتہاد و رائے" کے بارے میں یہ "مجتہدوں" ہی کا بنیادی اصول ہے کہ "اجتہاد و رائے سے راہ عمل اس وقت متعین ہو سکتی ہے جبکہ احکام قرآن و سنت مکمل انداز میں پہلے سے موجود ہوں"۔

نبیؐ کے پاس احکام قرآن و سنت پہلے سے مکمل انداز میں موجود نہیں تھے' آپؐ کی وفات تک احکام نعمت نازل ہوتے رہے' اس لئے آپؐ کو آپؐ کے کسی بھی قدم کے سلسلے میں مجتہد نہیں کہا جا سکتا' اجتہاد و رائے میں مجتہد کی اپنی رائے کا دخل ہوتا

Marfat.com

ہے، لیکن آپؐ کی ہر بات اور آپؐ کا ہر عمل وحی کے مطابق رہا، وحی کے سلسلہء نزولیت کے قائم رہنے کی صورت میں آپؐ اجتہاد و رائے سے کام کیسے لے سکتے تھے۔

نبیؑ کی زندگی اللہ پاک کی حفاظت خاص میں ہوتی ہے۔ کوئی انسان مہد سے لحد تک عین رضائے الٰہی کے مطابق زندگی نہیں گذارتا، لیکن نبیؑ ایک ایسا انسان ہوتا ہے کہ جس کی زندگی مہد سے لحد تک عین رضائے الٰہی کے مطابق گذرتی ہے۔ پرورش کے اس رخ سے بھی نبیؑ کی سوچ ایک عام انسان کی مانند نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

اسلام' اسلام کے تقاضے اور اجتہاد

اسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں خلوص نیت کے ساتھ احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص) کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔

اسلام کے عمل کی صحیح طور سے پوری شکل احکام نعمت کے حرف و الفاظ (حرفیت) کے مطابق بنتی ہے۔ باہر کا ایک حرف یا لفظ بھی غیر نزولی ہونے کے باعث احکام نعمت کے نزولی حرف و الفاظ میں شامل نہیں کیا جا سکتا' وہ باہر کا غیر نزولی حرف یا لفظ عقائد کے سلسلے میں ہو یا زندگی کے کسی اور عمل کے سلسلے میں' اجتہاد سے تیار ہونے والا قانون اس لئے ناقص رہتا ہے کہ اسے "حکم" کا وہ مقام حاصل نہیں ہوتا کہ جس پر ایک امتی کی مانند نبیؑ بھی اطاعت گذارانہ انداز میں عمل کر سکے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اسلام سے متعلق فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ادخلو فی السلم کافتہ ولا تتبعوا خطوت الشیطن○

(اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو) (البقرہ: ۲۰۸)

یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ اسلام میں صرف ایمان لے آنا ہی کافی نہیں ہو جاتا' بلکہ صحیح طور سے مسلمان یا مومن کا مقام حاصل کرنے کے لئے اسلام میں پورا پورا داخل ہونا بھی ضروری ہے' جو اسلام میں پورا پورا داخل نہیں ہوتا وہ صاحب ایمان ہونے کے باوجود شیطان کے نقش قدم پر بھی چلتا ہے' اسلام میں پورا پورا داخل ہونے کا مطلب معاشرتی و معاشی و اقتصادی طور سے مکمل انداز میں احکام نعمت کے

Marfat.com

مطابق اطاعت رسولؐ میں زندگی بسر کرنا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں ننانوے فیصد (۹۹٪) داخل اور ایک فیصد (۱٪) نہ داخل ہونے والا بھی شیطان کے نقش قدم پر چلنے والا رہتا ہے۔ سو (۱۰۰) کلو میٹر پر واقع نکتہ منزل پر پہنچنے کے لئے ننانوے (۹۹) کلو میٹر فاصلہ طے کرنے والا نکتہ منزل پر پہنچنے والا نہیں کہلواتا' دس میٹر دور دیوار کو پونے دس میٹر تک ہاتھ بڑھا کر چھوا نہیں جا سکتا' اس طرح پونے دس میٹر بڑھا ہوا ہاتھ بے اہمیت ہو کر رہ جاتا ہے۔

جب انسان اسلام میں پورا پورا داخل ہو گیا تو پھر اس کی زندگی کے کون سے حصے یا دائرے اور حلقے کے مسائل باقی رہ جاتے ہیں جن کے لئے اجتہاد کی ضرورت اہمیت کی متحمل رہتی ہے۔ کیا اسلام میں پورے پورے داخل ہو جانے سے اسلام کامل طور سے زندگی کے ہر پہلو یا دائرے اور حلقے کا احاطہ نہیں کر لیتا۔ اس آیت کی یہ بات قابل غور ہے کہ صاحبان ایمان کو بھی اسلام میں پورے پورے داخل ہونے کے لئے کہا گیا ہے۔

اسلام کیسا دین ہے:۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے احکام کو خالق اللہ تعالیٰ نے ① مکمل ② نعمت مکمل ③ اور اپنا پسندیدہ کہا ہے' اس لئے اس کے سلسلے میں کسی قسم کی جمع یا تفریق یا تطبیق یا *Retouching* کے لئے گنجائش باقی نہیں رہ جاتی' وہ "حکم" جو کاملیت' نعمت مکمل اور پسندیدگی کی ظاہر خالقانہ سند نہ رکھتا ہو' اسے دین کے سلسلے میں جائز و درست کیسے مان لیا جائے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ○

(آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا' اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا) (المائدہ: ۳)

اس آیت سے واضح ہے کہ دین اور دین کے احکام مکمل اور نعمت مکمل ہونے کے ساتھ خالق اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بھی ہیں' انسان جو اپنی زندگی کے سلسلے میں غیر

Marfat.com

مکمل اور نعمت کے بارے میں محتاج ہے وہ اس معیار کے "قوانین" کیسے بنا سکتا ہے جو خالق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکمل، نعمت مکمل اور پسندیدہ بھی ہوں۔

نعمت و اختیار:- دین کے احکام کو نعمت کی حیثیت نہ دی جاتی تو انسان کو ان کے خلاف قدم اٹھانے کا اختیار بھی نہ ملتا' دین کے احکام کو نعمت کا رنگ دینے کے بجائے خالص حکم ہی کی حیثیت دی جاتی تو خالق اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف قدم اٹھانے کی کس میں طاقت ہوتی۔

احکام نعمت کی حیثیت:- احکام نعمت کی حیثیت خالقانہ ہے اور کسی خالقانہ حیثیت کی برابری کرنا تو ایک طرف رہا' کوئی بڑے سے بڑا انسان کسی تخلیقانہ حیثیت رکھنے والی چیز کی مانند چیز بھی نہیں بنا سکتا' انار ایک تخلیقانہ حیثیت رکھنے والی چیز ہے' ساری دنیا کے انسان اور سائنس دان مل کر ایک انار کا دانہ نہیں بنا سکتے۔

احکام نعمت کا مقام:- احکام نعمت کا مقام یہ ہے کہ ان کی حیثیت جس طرح ایک امتی کے لئے فرمان کی ہے' اسی طرح جناب رسول کریمؐ کے لئے بھی فرمان کی ہے' لیکن اجتہاد سے تیار کردہ "قوانین" امتیوں کے لئے فرمان کی حیثیت رکھتے ہوں تو ہوں لیکن جناب رسول کریمؐ کے لئے فرمان کی حیثیت رکھنے والے نہیں ہو سکتے' اس طرح اسلام کے عمل کے سلسلے میں "اجتہادی قوانین" کی حیثیت ادھوری بھی ہو جاتی ہے اور غیر معیاری و غیر مستند بھی۔ مکمل و مستند و معیاری وہ "قانون" ہوتا ہے جس پر نبیؑ یا رسولؑ نے بھی عمل کیا ہو یا جس پر نبیؑ یا رسولؑ بھی عمل کر سکے۔

اسلام کا تقاضائے عمل:- اسلام کا تقاضائے عمل صحابہؓ کی مانند خالص طور سے اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص) کے مطابق عمل کرنے سے پورا ہوتا ہے۔ صحابہؓ کی مانند اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق عمل کرنے سے انسان حیات دنیوی کے اصل مقصد کو پا لیتا ہے' اور وہ اصل مقصد "مقام اتقا" کا پا لینا ہے' اور مقام اتقا کو پا لینے والے انسان کے بارے میں خالق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

انما یتقبل اللہ من المتقین ○

(اللہ متقیوں کے اعمال قبول کرتا ہے۔) (مائدہ : ۲۸)

ان اولیاء ولا الا المتقون ○

(اللہ کے ولی ہیں جو متقی ہیں۔) (انفال : ۳۵)

ان اللہ یحب المتقین ○

(بے شک اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔) (توبہ : ۴)

واعلموا ان اللہ مع المتقین ○

(اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔) (البقرہ : ۱۹۵)

واللہ ولی المتقین ○

(اور اللہ متقیوں کا ولی ہے۔) (جاثیہ : ۱۹)

"مقام اتقا" کا حصول کسی دور یا عہد سے وابستہ نہیں۔ یہ مقام زمانے کے ہر دور یا عہد میں خواہ وہ کیسا ہی خراب ہو صحابہ کرامؓ کی مانند اطاعت رسولؐ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ قرآن پاک ہدایت کی راہ بھی متقیوں ہی کو دکھاتا ہے۔ جو مسلمان متقی نہ ہوں قرآن پاک ان کو ہدایت کی راہ نہیں دکھاتا۔

ذلک الکتب لا ریب ج فیہ ج ھد للمتقین ○

(یہ کتاب ہے جس میں شک نہیں' یہ متقیوں کو ہدایت کی راہ دکھاتی ہے۔)
(البقرہ : ۲)

خالصیت و تکملیت :۔ "اجتہاد" کے کسی قانون کے مطابق عمل کرنے سے اسلام کے اعمال میں نہ خالصیت رہتی ہے نہ تکملیت' اور نہ ہی اطاعت کامل کا رنگ قائم ہو پاتا ہے۔ اجتہاد غیر مسنون چیز ہے۔ جناب رسول کریمؐ نے کبھی اجتہاد نہیں کیا۔ آپؐ نے دین کے سلسلے میں وہی کچھ کہا کہ جس کے کہنے کے لئے خالق اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا اور آپؐ نے وہ کچھ کیا جس کے کرنے کے لئے خالق اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا۔

Marfat.com

وما ینطق عن الھوی ج ان ھو الا وحی یوحی○

(وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا' بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جس کے کہنے کا اللہ کی طرف حکم دیا جاتا ہے۔) (النجم : ۳'۴)

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی○

(کہدے کہ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (الاعراف : ۲۰۳)

اجتہاد (انسانی قانون سازی) سے تشکیل دیئے ہوئے کسی ایک بھی قانون کے احکام نعمت میں شامل ہو جانے سے احکام نعمت کی خالصیت و تکملیت کا معیار اور اسلام کے اعمال میں بھی خالصیت و تکملیت کا رنگ قائم نہیں رہتا۔ احکام نعمت نزولی حیثیت رکھتے ہیں اور اجتہاد سے تیار کردہ قوانین کی حیثیت غیر نزولی ہوتی ہے اور اسلام نام ہے خالص طور سے نزولی حیثیت رکھنے والے احکام نعمت کے مطابق خلوص نیت سے اطاعت رسولؐ میں چلنے کا۔

"اجتہادی قوانین" صرف دنیا سازی کے لئے تگ و دو ہیں' ایک انسان کے لئے فطری طور سے جتنی مقدار میں دنیا داری کی ضرورت ہو سکتی ہے' اتنی مقدار میں اس کے لئے احسن طریقے سے احکام نعمت میں گنجائش رکھ دی گئی ہے۔ احکام نعمت آسمان پر رہنے والے انسانوں کے لئے نہیں بنائے گئے۔ زمین پر زندگی بسر کرنے والے انسانوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں۔

اللہ پاک کی پسندیدگی کی سند :۔ احکام نعمت اللہ پاک کی پسندیدگی کی سند رکھتے ہیں۔ "اجتہادی قوانین" کے سلسلے میں یہ شرط کیسے پوری کی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ پاک کی پسندیدگی کی سند بھی رکھتے ہیں۔ سند کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ نزولی اور ظاہر سند ہو۔

فقہی بنیادیں :۔ یہ کہنا کہ اسلام ایسی فقہی بنیادوں پر قائم ہے کہ جن پر زمانے کے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق نئے اصول و قوانین تیار کئے جا سکتے ہیں بے علمی ہے۔

Marfat.com

اسلام احکام نعمت (وحی عام اور وحی خاص) کی بنیادوں پر قائم ہے اور یہ احکام نعمت قیامت تک کے لئے مکمل و مستحکم و مسلسل دین کے سلسلے میں مکمل و مستحکم و مسلسل نبیؐ کے ذریعے سے نازل ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ قیامت تک کے لئے مکمل و مستحکم و مسلسل حیثیت رکھتے ہیں۔ نبیؐ بھی مکمل و مستحکم و مسلسل اور اس کے ذریعے سے نازل ہونے والے احکام نعمت بھی مکمل و مستحکم و مسلسل۔۔۔۔

احکام نعمت زمانے کے ہر دور کے فطری سطح رکھنے والے معاشرتی و معاشی و اقتصادی تقاضوں کو پورا کرنے کی پوری صلاحیت و برکت رکھتے ہیں۔ احکام نعمت کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مکمل صورت میں نازل فرمایا ہے کہ قیامت تک کے لئے زمانے کے ہر دور کے فطری رنگ رکھنے والے معاشرتی، معاشی و اقتصادی تقاضوں کو پورے طور پر نظم و ضبط میں رکھ سکیں۔ غیر فطری معاشرتی اور معاشی و اقتصادی تقاضوں کے خلاف احکام نعمت محاذ بناتے ہیں۔ (فطری سطح و رنگ رکھنے والے معاشرتی و معاشی و اقتصادی تقاضے وہ ہیں جو احکام نعمت کے مطابق ہوں۔)

عاقبت نااندیشانہ جسارت:۔ یہ عاقبت نا اندیشانہ جسارت ہے کہ انسان "ضرورت کے بہانے" انسانی سوچ کے مطابق تیار کردہ غیر خالقانہ حیثیت رکھنے والے "انسانی قوانین" کو اجتہاد کے چور دروازے سے اپنے خواہشات کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت میں اللہ تعالیٰ ہی کی موجودگی میں شامل کر دینے کی کوشش کرے۔

ایک سوال:۔ کائنات کی ہر چیز کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ زمانے کے حالات واقعی فطری رنگ میں تبدیل ہو گئے ہوں تو کیا تبدیل ہونے والے حالات کو دیکھتے ہوئے دین کے احکام کے سلسلے میں خود اللہ تعالیٰ "تجدید نو" سے کام نہیں لے سکتا۔

رسولؐ کے ذاتی عمل کی دلیل و وساطت:۔ زمین پر کوئی حکم اس وقت صحیح حکم کی حیثیت اختیار کرتا ہے جبکہ سب سے پہلے اسے نبیؐ کے ذاتی عمل کی دلیل و وساطت

Marfat.com

حاصل ہو۔ اجتہادی قوانین کو نبیؐ کے ذاتی عمل کی دلیل و وساطت حاصل نہیں ہوتی۔ نبیؐ کے لئے حکم نعمت کی حیثیت بھی خالص حکم کی ہوتی ہے لیکن امتیوں کے لئے حکم نعمت کے سلسلے میں اختیار کو بھی داخل کر دیا گیا ہے۔ نبیؐ سے کسی حکم نعمت پر عمل میں کوتاہی ہوئی تو اس کی سزا فوراً" دے دی گئی۔ جناب سلیمانؑ اور جناب یونسؑ کی مثالیں موجود ہیں۔ امتی سے کسی حکم نعمت پر عمل میں کوتاہی ہو جائے تو اس کی سزا عام طور سے قیامت تک کے لئے ملتوی ہو رہتی ہے۔

قرآن حکیم اور لفظ "اکمل" :۔ قرآن حکیم "احکام نعمت" کی کتاب ہے۔ اس کا ہر حکم نعمت قیامت کے لئے کامل حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن حکیم کی یہ آیت اس چیز کی کھلی دلیل ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ○

(آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تمہارے لئے اپنی نعمت مکمل کر دی۔) (المائدہ : ۳)

اس آیت میں "اکمل" کا لفظ کسی انسان کا کہا ہوا نہیں ہے۔ خالق اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ہے اور اللہ پاک کا اکمل فرمانا فطری کاملیت کی سطح رکھتا ہے اور یہ کاملیت زمانے کے کسی دور میں کسی قسم کی ناکاملیت کی زد میں نہیں آ سکتی۔ زمانے کے ہر دور میں قیامت تک کے لئے اکمل ہی رہے گی۔ قرآن حکیم میں "اکمل" کا لفظ اللہ پاک نے صرف دین اسلام کے احکام نعمت ہی کے لئے نازل فرمایا ہے۔

ہو سکتا ہے :۔ ہو سکتا ہے کہ جس "اجتہادی قانون" کو انسان حالات کے مطابق موزوں خیال کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موزوں نہ ہو۔

وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم ج

وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم

واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ○

(ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور وہ تمہارے لئے خیر ہو' اور ہو

Marfat.com

سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو وہ تمہارے لئے شر ہو' اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔)

(البقرہ:۲۱۶)

Marfat.com

قوانین اور احکام نعمت کی حیثیت

اجتہاد کے طرف داروں نے اسلام کے احکام کی اس حیثیت و حقیقت کو سامنے نہیں رکھا کہ یہ احکام حیات انسان کے سلسلے میں نعمت مکمل بھی ہیں۔ احکام نعمت کا معیار ''اجتہادی قوانین'' کے معیار سے مختلف ہے۔ اجتہادی قوانین کا معیار انسانی عقل سے تعلق رکھتا ہے اور احکام نعمت کا معیار عقل کو تخلیق کرنے اور بخشنے والے خالق اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اجتہادی قوانین کی حیثیت انسانی ہے اور احکام نعمت کی حیثیت خالقانہ ہے۔

''قانون'' کا لفظ :۔ ''قانون'' (*Law*) کا لفظ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن دین کے سلسلے میں قرآن حکیم میں اس لفظ کا استعمال کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ جناب رسول کریمؐ نے بھی اس لفظ کو کبھی استعمال نہیں کیا۔ ''حکم'' کے لفظ کے مقابلے میں قانون کے لفظ کی حیثیت گھٹیا بھی ہے اور کم مایہ بھی۔ اسی لئے اللہ نے قرآن حکیم میں حکم کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ (یا ''امر'' کا لفظ استعمال کیا ہے) ''حکم'' صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

ان الحکم الا للہ○

(خبردار، حکم اللہ ہی کے لئے (مخصوص) ہے۔) (یوسف : ۴۰)

الا لہ الخلق و الامر○

(خبردار، تخلیق بھی اور حکم بھی اللہ ہی کے لئے (مخصوص) ہے۔)

(الاعراف : ۵۴)

حکم اور عقل :۔ حکم (*Command*) کے خالقانہ معیار کی حقیقت کو انسانی

Marfat.com

عقل نہیں پہنچ سکتی۔ انسانی عقل تو شناخت اور پہچان کے لئے ہے۔

ان فی خلق السموت والارض و اختلاف لیل و النہار لا یت لا ولی الالباب ○

(بے شک زمین اور آسمان کی تخلیق اور دن رات کے بدلنے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔)

(آل عمران: ۱۹۰)

والسحاب المسخر بین السماء والارض لا یت لقوم یعقلون ○

(اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں عقل والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔) (البقرہ: ۱۶۵)

قانون بنانے میں عقل ہی کا عمل دخل ہوتا ہے اور عقل اللہ تعالیٰ کی خالقانہ ہستی کی شناخت کے لئے ہے قوانین بنانے کے لئے نہیں۔

تبدیلی وقت یا ضرورت وقت کا بہانہ:۔ خلفائے راشدینؓ کے دور کے بعد دنیا پرست مسلمان حکمرانوں نے اسلام کے نام پر بادشاہت بازیوں کی سازشوں کے سلسلے شروع کر دیئے اور یہ بھی ایک بادشاہانہ سازش تھی کہ تبدیلیء وقت' تبدیلیء حالات یا ضرورت وقت کے بہانے انسانی قوانین (اجتہادی قوانین) کو احکام نعمت کی خالقانہ حیثیت کے مقابل مقام دلوانے کے انداز کا آغاز کرا دیا اور اس کا نام "اجتہاد" رکھوا دیا۔ اور سب سے بڑی بادشاہانہ سازش یہ کہ دنیا پرست دینی علماء کہلوانے والے لوگوں سے ساز باز کرکے اجتہاد کے عمل کے ڈانڈے جناب رسول کریمؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور سے ملوا دیئے۔ ایک دنیا پرست دینی عالم کہلوانے والے قاضی ابو یوسف' جس کا تعلق ایک نہایت تنگدست گھرانے سے تھا' کی دولت مندی کا یہ حال ہو گیا کہ اس نے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی کہ اس کی دولت میں سے چار لاکھ روپے مکہ معظمہ' مدینہ منورہ اور کوفہ و بغداد کے محتاجوں کو دیئے جائیں۔

مسند شاہی اور مسند دین:۔ یزید بن معاویہؓ کے دور سے لے کر موجودہ عہد کے

Marfat.com

سربراہان ممالک تک ہر ایک کی "مسند شاہی" کے قیام و استحکام کی بنیادوں میں انسانی سوچ کے قوانین ہی مصالحہ دکھائی دیتے ہیں۔ احکام نعمت کے نفاذ سے ہمیشہ گریز اس لئے روا رکھا گیا کہ احکام نعمت مسند شاہی کے بجائے "مسند دین" کی عظمت و برتری قائم کرتے اور مستحکم رکھتے ہیں۔

احکام نعمت (اسلام) کے قیام و استحکام (نفاذ) کے ماحول میں معاشرتی اور معاشی و اقتصادی لحاظ سے جس سطح و مقدار کے حقوق ایک عام شہری کو حاصل ہوتے ہیں اسی سطح و مقدار کے حقوق سربراہ مملکت کو حاصل ہوتے ہیں' اور سربراہ مملکت کے باورچی خانے کی حیثیت و کیفیت بھی ایک عام شہری کے باورچی خانے سے نہ مختلف ہوتی ہے نہ بڑھی ہوئی۔

انسان کی عقل زیادہ سے زیادہ انتظامی قسم کے قوانین تیار کرنے تک زور لگا سکتی ہے۔ ان قوانین سے انسانوں کے خیال کے مطابق کچھ نہ کچھ نظم و نسق بھی قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق قائم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اس وقت قائم ہوتا ہے جبکہ احکام نعمت کے مطابق قائم ہو۔

ان انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارلک اللہ○

(ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس طرح فیصلہ کرے کہ جس طرح اللہ تجھے آگاہ کرے۔)

(النساء: ۱۰۵)

(اس آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و راہنمائی کے بغیر فیصلہ کرنے کا اختیار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہ تھا۔ آپؐ نے نظم و نسق کے سلسلے میں فیصلے اسی طرح کئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آگاہ کیا۔)

انسانوں کے تیار کردہ قوانین کے زور سے معاشرے میں کچھ برائیوں کو دبایا جا سکتا ہے' لیکن احکام نعمت کی مانند برائیوں کے خیالات سے دلوں کو پاک اور متنفر نہیں

Marfat.com

کیا جا سکتا۔ شراب کی بندش کے حکم کے سنتے ہی مسلمانوں نے شراب ضائع کر دی اور شراب کے برتنوں تک کو توڑ دیا اور حرمت سود کے بعد مسلمانوں نے کبھی ذہن میں سود کا خیال تک نہیں آنے دیا۔ (موجودہ دور میں مسلمان لوگوں کی ایک بڑی تعداد سود کو INTEREST کا نام دے کر حرام کھا رہی ہے۔)

احکام نعمت کی مانند انسانی قوانین نزول رحمت و برکت کی وجہ بھی نہیں بنتے' احکام نعمت حقیقی حاکم اللہ تعالیٰ نے وحی عام و وحی خاص کی ذریعے سے سچے نبیوںؑ کی وساطت سے انسانوں تک پہنچائے ہیں۔ ہر نبیؑ کے دور کے احکام نعمت اپنی نزولی شکل ہی میں قائم و مستحکم رہے اور ان کے سلسلے میں کسی قسم کے اجتہاد سے کام نہیں لیا گیا۔ جناب رسول کریمؐ کے دور میں بھی احکام نعمت اپنی نزولی شکل ہی میں قائم و مستحکم رہیں گے۔ ان کے سلسلے میں بھی کسی قسم کی اجتہادی کوشش کو درمیان میں نہیں لایا جا سکتا۔ سنت یہی ہے کہ آپؐ نے احکام نعمت (اسلام) کو ان کی نزولی شکل میں نافذ کیا۔ اجتہاد سے ایک "قانون" بھی تیار نہیں کیا۔ اجتہاد سے انسان کے تیار کردہ قوانین کئی وجوہ سے درست نہیں ہو سکتے :

+ انسان کی حیثیت حقیقی حاکم (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے کچھ عرصے کے لئے مقرر کئے گئے عارضی اور آزمائشی گورنر کی سی ہے۔ حقیقی حاکم کی موجودگی میں قرآن حکیم کی آیت **انی جاعل فی الارض خلیفہ** کا مفہوم عارضی و آزمائشی گورنر ہی کا ہو سکتا ہے۔ خلیفہ کا مفہوم "نائب" انسان کے سلسلے میں انسان کے لئے ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ انسان موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ نائب کی ضرورت مرنے والے کے لئے ہو سکتی ہے نہ کہ زندہ و موجود کے لئے۔ کچھ عرصہ کے لئے مقرر کردہ عارضی و آزمائشی گورنر کو موجودہ و حاضر حقیقی حاکم کی موجودگی میں اپنی سوچ کے مطابق "احکام" تیار کرنے اور ان کو نافذ کرنے کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ (کیا کسی وجہ کے پیدا ہو جانے پر حقیقی حاکم اپنے احکام پر نظر ثانی نہیں کر سکتا۔)

Marfat.com

+ انسانی سوچ کے مطابق تیار کردہ اجتہاد کے قوانین کے دخل سے حاکم حقیقی کے نظام احکام کی سالمیت و کاملیت و یکتائی قائم نہیں رہ سکتی اور حاکم حقیقی کے احکام میں کچھ نہ کچھ انسان کا دخل بھی ہو جائے گا۔

+ انسانی سوچ سے تیار کردہ قوانین کچھ نہ کچھ عیب و سقم سے مبرا نہیں رہ سکتے۔ اس لئے کہ انسان خطا سے پاک نہیں' عیب و سقم رکھنے والے قوانین ہر قسم کے عیب و سقم سے پاک سچی اور کامل بھلائی کے احکام نعمت کی مانند نہیں ہو سکتے۔

+ حاکم حقیقی اللہ تعالیٰ خالق ہونے کے باعث ہر چیز کی ظاہر و پوشیدہ اچھائی اور برائی کو جاننے والا ہے۔ اس لئے کسی چیز کی بارے میں اس کے حکم نعمت کا کوئی انسان تجزیہ نہیں کر سکتا۔

+ حاکم حقیقی کے احکام نعمت ہونے کے باعث وہ ہر حال میں بھلائی ہی بھلائی کے ضامن ہیں۔ زمانے کی کوئی تبدیلی ان کی سراپا بھلائی کی کاملیت میں کسی قسم کی کمی کو ظاہر کر دے تو اس کا یہ مفہوم نکلے گا کہ وہ نعمت نہیں ہیں۔ (نعمت اپنی حیثیت میں ہر حال میں کامل رہتی ہے۔)

+ انسانی قوانین کو احکام نعمت کے مطابق بنانے کے لئے اجتہاد کی ضرورت کو اہمیت دینے والوں کے سامنے زیادہ تر اس فانی دنیا کی مادی و مصنوعی چمک دمک رہتی ہے اور قرآن حکیم کا فرمان ہے۔

یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ○

(یہ لوگ دنیا کی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں' لیکن آخرت کی زندگی سے غافل ہیں۔)

(الروم: ۷)

(احکام نعمت دنیا و آخرت دونوں جگہوں کی بھلائی کی ضمانت دیتے ہیں۔)

+ جو قانون جناب رسول کریمؐ کے کسی انداز کے ذاتی عمل سے تعلق نہیں

Marfat.com

رکھتا' اس کے عمل کو "اسوۂ حسنہ" کے اعمال کے دائرے میں داخل نہیں کیا جا سکتا' اور اسوہ حسنہ ہی کو اختیار کرنے کے لئے انسان کو اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ○

(تمہارے لئے رسول اللہ کے عمل میں اسوہ حسنہ ہے۔) (النساء: ۸۰)

احکام نعمت میں ادھورا پن:۔ ہر رخ سے کامل حیثیت رکھنے والے احکام نعمت کی موجودگی میں انسانی عقل و فکر سے تیارہ کردہ "اجتہادی قوانین" کی بات کرنا احکام نعمت کی کاملیت میں ادھورے پن کو ظاہر کرنا اور دین نعمت کے مکمل (تمام) ہونے میں نقص نکالنا ہے جبکہ "دین نعمت" اور دین نعمت کے احکام نعمت ہر قسم کی کمی کے عیب سے پاک ہیں۔

Marfat.com

حرفیت ' معنویت ' اجتہاد اور عقلی امتیاز

دین میں "حرفیت" کے ساتھ "معنویت" کا نام لے کر کئی لوگوں نے دین کے سلسلے میں بھی اور "اجتہاد" کے سلسلے میں بھی کئی جاہلانہ قسم کی باتیں کی ہیں' اسی کے تحت ایک قلمکار نے اپنی کتاب میں اجتہاد کو اہمیت دیتے ہوئے کہا ہے۔

"دین صرف حرفیت ہی کا نام نہیں بلکہ الفاظ و تصریحات کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی معنویت بھی اس میں ہے' یعنی ایک عمارت صرف اینٹوں اور پتھروں کا بے معنی مجموعہ نہیں ہوتی' بلکہ ہر ہر اینٹ کو دوسری اینٹ اور ہر ہر پتھر کو دوسرے پتھر کے ساتھ جوڑنے اور جمانے کے لئے کچھ اور درمیانی چیزوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے' اور کسی شے کے مضمرات و مشمولات بھی نفس شے ہی کا ناگزیر حصہ ہوتے ہیں"۔

("مسئلہ اجتہاد" ثقافت اسلامیہ' لاہور)

کتاب "مسئلہ اجتہاد" کی اس اوپر کی عبارت کے بارے میں یہ باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

○ انسانی الفاظ و انسانی تصریحات کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی معنویت کا پہلو نکل سکتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کے نزولی الفاظ (نزولی حرفیت) اور نبوت کی تصریحات کے سلسلے میں انسانی سوچ کے مطابق کسی طرح کی معنویت کا گمان کرنا جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق کامل ہے۔ اس کے خالقانہ حیثیت رکھنے والے الفاظ بھی کامل حیثیت کے مالک ہیں ان میں کسی پہلو سے زیر زبر تک کی کمی نہیں' جناب رسول کریمؐ کی نبوت بھی نبوت کامل ہے۔ خالق کامل

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے الفاظ کامل (حرفیت) کے سلسلے میں آپؐ کی تصریحات بھی تصریحات کامل کی حیثیت رکھتی ہیں ان میں بھی کسی پہلو سے کوئی ذرا سی کمی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حرفیت (دین کی حرفیت) کا مفہوم بھی ایک ہی چیز کو احاطہ کرتا ہے اور وہ ہے اللہ و رسولؐ کی اطاعت کامل' اور آپؐ کی تصریحات کا مفہوم بھی ایک ہی چیز کو احاطہ کرتا ہے اور وہ بھی اللہ و رسولؐ کی اطاعت کامل ہے' نہ دین کی حرفیت کسی قسم کے پھیلاؤ کے لئے گنجائش رکھتی ہے نہ آپؐ کی تصریحات نے کسی قسم کی اور معنویت کے لئے گنجائش چھوڑی ہے۔ دین کی نزولی حرفیت بھی خالقانہ مقام رکھتی ہے اور آپؐ کی تصریحات کا مقام بھی خالقانہ ہے' دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہے اور دونوں منجاب اللہ تعالیٰ ہیں۔

وما ینطق عن الھوی ج وان ھو الا وحی یوحی ○

(وہ (رسولؐ) اپنی خواہش نفسانی سے بات نہیں کرتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔) (النجم: ۳'۴)

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ○

(جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔) (النساء: ۸۰)

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ○

(کہدے کہ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔)

(الاعراف: ۲۰۳)

○ دین کی حرفیت (نزولی الفاظ یا نزولی حرفیت) کے سلسلے میں آپؐ کی تصریحات میں عمل' معنویت اور مضمرات و مشمولات حرفیت سبھی کچھ بحیثیت مجموعی مکمل طور سے موجود ہے' آپؐ کی تصریحات پیغمبرانہ و نزولی ہیں انسانی نہیں ہیں' دین کی حرفیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نبوت کی تصریحات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے

Marfat.com

ہیں۔

○ مسلمانوں میں دین کے نام سے جتنی بے رنگی دکھائی دیتی ہے اس میں اس غلط خیال کا بھی بڑا دخل ہے کہ دین کی نزولی حرفیت اور جناب رسول کریمؐ کی تصریحات کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی الگ معنویت بھی موجود ہے اور دین کی نزولی حرفیت کے کچھ مضمرات و مشمولات بھی ہیں۔ اسی غلط خیال کے باعث انسانی فقہی گروہ بندیوں کا آغاز ہوا اور دوسری انسانی فکری گروہ بندیوں کی ابتدائی ہوئی اور دین میں انتشار کی شکلیں ابھریں۔

○ دین کی حرفیت کی حیثیت خالقانہ ہے اور عمارت اور عمارت کی ترکیب تعمیر تخلیقانہ حیثیت رکھتی ہے۔ خالقانہ حیثیت سے تخلیقانہ حیثیت کا کیا مقابلہ' یہ عمارت والی مثال ہی غیر موزوں ہے۔

○ نبوت کی تصریحات کے علاوہ دین کی حرفیت کی کسی اور معنویت اور اس کے مضمرات و مشمولات کی بھی کوئی شکل ہوتی تو آپؐ اس کی طرف اشارہ ضرور فرماتے۔ جب آپؐ نے دین کی حرفیت کو اپنی پیغمبرانہ تصریحات تک ہی محدود رکھا تو کسی دوسرے کو اپنی انسانی سوچ کے مطابق اس سلسلے کو اور پھیلانے کا کیا حق پہنچتا ہے۔

○ دین کی نزولی حرفیت (نزولی احکام) کی اینٹوں اور پتھروں کو جمانے اور جوڑنے کے لئے درمیانی چیز نبوت کی نزولی تصریحات کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ کوئی دوسری غیر نزولی چیز اس سلسلے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ دین کی حرفیت (نزولی حرفیت) کی حیثیت خالقانہ ہے اور خالقانہ حیثیت ہی کی کوئی دوسری چیز کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ خالقانہ حیثیت کی کسی چیز کو تخلیقانہ حیثیت کی کوئی چیز نہ جوڑ سکتی ہے' نہ جما سکتی ہے۔ جنس کو ہم جنس چیزیں ہی جوڑ اور جما سکتی ہیں۔ جنس کو غیر ہم جنس چیزیں جوڑ اور جما نہیں سکتیں' لوہے کو گارا نہ جوڑ سکتا نہ جما سکتا ہے۔

Marfat.com

○ ''مسئلہ اجتہاد'' کے قلمکار کی یہ سوچ کہ ''الفاظ و تصریحات کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی معنویت بھی ہوتی ہے'' ایک جاہلانہ سوچ ہے' کیا نبوت کی نزولی تصریحات نے دین کے نزولی الفاظ (حرفیت یا احکام نعمت) کی ضروری معنویت اور مضمرات و مشمولات کو احاطہ نہیں کیا' کیا جناب رسول ؐ کی نزولی تصریحات ادھوری ہیں۔

○ نزولی الفاظ (حرفیت) کی معنویت اور مضمرات و مشمولات بھی نزولی ہوتے ہیں' اور ان کا اظہار نبوت کی تصریحات میں مکمل طور سے موجود ہوتا ہے۔ انسانی سوچ کے مطابق انسانی معنویت اور انسانی مضمرات و مشمولات کبھی درست حیثیت اختیار نہیں کرپاتے۔

○ نبوت کی نزولی تصریحات کے حلقے سے باہر کسی قسم کی غیر نزولی معنویت اور کسی قسم کے غیر نزولی مضمرات و مشمولات کی نہ کوئی دینی حیثیت ہے نہ کوئی دنیوی حیثیت' قلمکار کا یہ کہنا کہ حرفیت (نزولی حرفیت) اور تصریحات (نزولی پیغمبرانہ تصریحات) کے ساتھ ساتھ ایک طرح کی معنویت بھی ہوتی ہے بے علمی ہے۔

ایک بڑے اعتراض کی گنجائش :- کتاب ''مسئلہ اجتہاد'' کے قلمکار نے اجتہاد کی اہمیت و ضرورت کے سلسلے میں ''ایک بڑے اعتراض کی گنجائش'' کا یہ تصور دیا ہے۔

> ''اگر اسلام کے فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کی بنیاد غیر عقلی بنیادوں پر رکھی گئی ہے تو محاسبہء اعمال کے لئے کیا وجہ جواز باقی رہ جائے گی' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ یہ کہہ کر بڑی آسانی سے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مخلصی حاصل کرسکے گا کہ میرے پاس پیغام کو جانچنے اور یہ معلوم کرنے کا آخر کونسا جچا تلا ذریعہ اور معیار تھا جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ یہ فی الواقعہ آپؐ ہی کا پیغام ہے بندوں کی گھڑنت نہیں''۔ (''مسئلہ اجتہاد''

Marfat.com

ثقافت اسلامیہ' لاہور)

"مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار کے اس اوپر کے جاہلانہ تصور کے بارے میں یہ باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

○ اسلام کے فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کی بنیاد عقلی بنیادوں پر رکھی گئی ہوتی تو عقل بھی توفیق الٰہی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی' جناب ابوطالب عقلمند بھی تھے اور جناب رسول کریمؐ اور اسلام کے محسن بھی' اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں ان کی مدد کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا' لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ان کو مسلمان ہونے کی توفیق نہ ملی۔

○ اسلام کے فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کی بنیاد کسی عقلی و غیر عقلی باتوں پر نہیں رکھی گئی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسانی قوت عمل کے مطابق ان کا نزول ہوا۔ صلواۃ و حج کے فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو قیام و رکعات و رکوع و سلام' صفا و مروہ کے درمیان سعیء' جمرات کے ستونوں پر کنکریاں مارنے' عرفات کے میدان میں دو صلاتوں کے ایک ہی وقت میں قائم کرنے' لباس اتار کر صرف چادر جسم پر لپیٹنے (احرام باندھنے) ایک پتھر (حجر اسود) کو بوسہ دینے اور ایک بندوں کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے "گھر" کا طواف کرنے کا عقلی جواز کیا ہو سکتا ہے' اور ایک بندوں کی بنائی ہوئی مسقف چار دیواری کو خالق کائنات اللہ تعالیٰ کا گھر کہنے کا بھی کیا عقلی جواز ہو سکتا ہے۔ معراج کے واقعہ کو ماننا فرائض میں شامل ہے اور نہ ماننا کفر ہے۔ اس واقعہ کا عقلی جواز کیا ہو سکتا ہے اور اس واقعہ کو جانچنے کے لئے کونسا جچا تلا ذریعہ اور معیار ہو سکتا ہے۔

○ "محاسبہء اعمال" کے لئے یہ وجہ جواز باقی رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کی راہنمائی کے لئے انبیاءؑ بھیجے' جو اپنی سچائی کی روشن و واضح دلیل اپنے ساتھ رکھتے تھے' جناب رسول کریمؐ نے اپنی سچائی کی دلیل کو منوایا اور

Marfat.com

سارا عرب اسلام کو ماننے لگا۔ جناب رسول کریمؐ کے پیغام الٰہی کو نظر انداز کرکے روز محاسبہء اعمال ابوجہل اور ابولہب اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مخلصی کیسے حاصل کر سکیں گے۔ کیا آپؐ کی دلیل نبوت اتنی روشن و واضح نہ تھی کہ بلالؓ اور صہیبؓ جیسے ان پڑھ غلاموں نے بھی پیغام حق کو پہچان لیا' جناب بلالؓ اور جناب صہیبؓ کے پاس پیغام حق کو جانچنے اور پہچاننے کا کونسا نچا تلا ذریعہ اور معیار تھا' اور کیا اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جانچنے اور پہچاننے کے لئے خود قرآن حکیم کا یہ چیلنج کافی نہیں۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فا تو بسورۃ من مثلہ ○

(اگر تم کو شک ہے اس کلام (پیغام) کے بارے میں جو نازل کیا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اسی جیسی۔) (البقرہ : ۲۳)

ام یقولون افترنہ قل فا تو بعشر سو مثلہ مفتریت و دعو من استطعتم من د ون اللہ ان کنتم صد قین ○

(کیا یہ کہتے ہیں کہ تو قرآن بنا لایا ہے' تو کہدے اگر ایسا ہے تو تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی ہی بنا کر اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔) (ہود : ۱۳)

○اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہچاننے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں' ① ایک اللہ تعالیٰ کی توفیق ② دوسری عقل کی وہ مقدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور اپنے پیغام کی پہچان کے لئے ہر ذی ہوش انسان کو عطا کی ہے' جناب عمر فاروقؓ نے جناب رسول کریمؐ کے لئے انتہائی گرے ہوئے قاتلانہ جذبات کے ہوتے ہوئے پیغام الٰہی کو کیسے پہچان لیا' وہ انتہائی غصے کی حالت میں تھے' اس حالت میں تو انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔

کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار کا یہ جملہ۔۔ "بندوں کے گھڑنت نہ تھی"۔۔ اپنے انداز و لہجہ اور ترکیب کے لحاظ سے انتہائی گھٹیا قسم کا ہے' نبیؐ

Marfat.com

بندہ بھی ہوتا ہے اور نبیؐ بھی' نبیؐ کے سلسلے میں صرف اس کے بندہ ہونے کے حوالے ہی سے بات کرنا کفر ہے' قرآن حکیم نے جناب رسولؐ کو صرف "بندہ" کہہ کر کہیں بات نہیں کی' بندہ ہونے کی حیثیت میں بھی نبیؐ کا ہر سخن و ہر قدم نبوت کے دائرے ہی میں ہوتا ہے' قرآنی آیات کو بنانے کی بات صرف نبیؐ ہی سے وابستہ ہے' مخالفین کہتے تھے کہ آپؐ قرآن حکیم کی آیات خود بنا کر لاتے ہیں' یہ بات کسی اور نبیؐ سے وابستہ نہیں کی گئی' اس رخ سے آپؐ کے لئے "بندوں کی گھڑنت" کی سی ترکیب لفظی کا استعمال انتہائی گھٹیا قسم کی قابل گرفت حرکت ہے۔ آپؐ تو امی تھے---- "گھڑنت" کا استعمال تو اس کے لئے ہو سکتا ہے جو پڑھا لکھا ہو۔

Marfat.com

اسلام اور مادی و سائنسی ذرائع

اسلام فطری ضرورت کے مطابق مادی و سائنسی ذرائع کو اپنانے سے نہیں روکتا' بلکہ مادی و سائنسی ذرائع سے فائدہ اٹھانے کی ترغیت دلاتا ہے۔

ولا تنس نصیبک من الدنیا ○

(اور دنیا میں تمہارا جو حصہ ہے' اسے نہ بھولو۔) (القصص:۷۷)

قرآن حکیم کی یہ آیت ہر مسلمان کو فطری رنگ میں مادی اور سائنسی سعیء کی جانب متوجہ کرتی ہے۔

سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض ○

(مسخر کر دیا گیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔) ( )

مادی و سائنسی ذرائع ہی سے آسمانوں اور زمین کی مسخر شدہ اشیاء سے زندگی کے سلسلے میں فطری رنگ میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سائنس :۔ سائنس کا مفہوم اشیاء کے فائدہ بخش جوہروں کو عقل و تجربات سے معلوم کرنے اور ان سے فطری رنگ میں فائدہ اٹھانا ہے۔ اسلام کے مخالفین مسلمانوں کے خلاف غیر فطری انداز سے کیمیائی ہتھیار بنائیں تو مسلمانوں کو بھی اجازت ہے کہ اسلام کی برتری قائم کرنے کے لئے مقابلے میں کیمیائی ہتھیار بنائیں' عہد رسولؐ میں مخالفین اسلام جنگ میں بچاؤ کے واسطے خندق کھودتے تھے جناب رسول کریمؐ نے بھی جنگ کے سلسلے میں خندق کھدوائی۔ انگور اور گنے سے مادی و سائنسی ذرائع سے فطری رنگ میں خوراک کا فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے' لیکن مادی و سائنسی ذرائع کو استعمال میں لا کر غیر صحیح یا غیر فطری رنگ میں شراب کی کشیدگی کی اجازت نہیں۔ مادی و سائنسی ذرائع

Marfat.com

کو کسی صحیح یا فطری عمل کے لئے استعمال میں لانا اسلام کی تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے۔

اشیاء کا مسخر ہونا:۔ اشیاء کے مسخر ہونے سے دو بڑی باتیں مراد ہو سکتی ہیں۔

1. مسخر شدہ اشیاء اپنے مدار و حدود سے باہر نہیں جا سکتیں۔
2. آسمان و زمین کی اشیاء میں فائدہ بخش و نقصان دہ دونوں قسم کے جوہروں کو مسخر کر دیا گیا ہے۔

مسلمان عمل سے کام نہیں لیں گے تو مسخر اشیاء میں موجود فائدہ بخش جوہروں سے فطری رنگ میں فائدہ کیسے اٹھا سکیں گے' اللہ تعالیٰ نے کوئی شے بے فائدہ و بے وجہ پیدا نہیں کی' یہ آیت **سخرلکم ما فی السموت وما فی الارض** آسمانوں اور زمین کی مسخر اشیاء میں موجود جوہروں سے فطری رنگ میں فائدے حاصل کرنے کی دعوت دیتی ہے' یہ آیت صرف آسمانوں اور زمین کی اشیاء کے اپنی اپنی جگھوں پر مسخر ہونے کے بارے ہی میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لکم (تمہارے لئے) "کا لفظ نازل نہ فرماتا" "لکم" کے لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانوں اور زمین کی مسخر اشیاء کو انسانوں کے فطری عمل اور فطری یا صحیح مفادات کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔

جو مسلمان فطری رنگ میں مادی و سائنسی ترقی و برتری کے لئے جدوجہد کو اسلام کے مطابق خیال نہیں کرتے وہ اسلام کے اس پہلو سے آگاہی نہیں رکھتے جس کا تعلق انسانی معاشرے میں وقار و برتری کے فطری رنگ میں' مادی و سائنسی ذرائع کو اختیار کرنے سے ہے' اسلام مادی و سائنسی علوم و ذرائع کے ان پہلوؤں سے محتاط رہنے کا حکم دیتا ہے جو احکام نعمت کے عمل کی راہ میں حائل ہونے والے ہوں۔ اسلام کے وقار و برتری کے لئے فطری رنگ میں مادی و سائنسی علوم و ذرائع سے بے تعلق رہنا خلاف اسلام بھی ہے اور خلاف عقل و فطرت بھی۔ لوہے کے وجود میں پنہاں جوہر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ و

Marfat.com

ورسلہ بالغیب ○

(اور اتارا ہم نے لوہا' جس میں سخت خطرہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہے تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسولوںؑ کی بن دیکھے۔) (الحدید: ۲۵)

لوہے میں فطری رنگ میں فائدہ بخش اور غیر فطری رنگ میں خطرناک' دونوں قسم کے جوہروں کو مسخر کیا گیا ہے' اسلام انسانی معاشرے میں فطری رنگ میں مادی وقار و برتری کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صوفی لوگوں کی مانند دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی بجائے دنیا میں اپنا حصہ وصول کرنے کا حکم نعمت دیا ہے۔

ولا تنس نصیبک من الدنیا ○

(اور دنیا میں جو تمہارا حصہ ہے اسے نہ بھولو۔) (القصص: ۷۷)

ورہبانیتہ ن ابتدعوھا ما کتبنھا علیھم ○

(اور انہوں نے رہبانیت کی نئی راہ نکال لی ہے۔ ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا۔) (الحدید: ۲۷)

صوفی قسم کے لوگوں کا طبقہ احکام نعمت کے مطابق صحیح علمی و عملی کم مائیگی کے باعث فطری رنگ میں مادی و سائنسی ذرائع سے بے تعلق رہا۔ اس لئے یہ طبقہ مسلمانوں کی احکام نعمت کے منشاء کے مطابق فطری رنگ میں مادی و سائنسی ترقی و برتری کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ اسلامی ریاست (حکومت الٰہیہ) کے عملی قیام و استحکام کے لئے اس طبقے کا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسلام کا اصل مدعا:۔ اسلام کا اصل مدعا یہ ہے کہ عہد رسولؐ و عہد خلفائے راشدینؓ کی مانند احکام نعمت کے ماتحت اسلامی ریاست کا پرچم دنیا کے نقشے پر بلند ہو کر لہرائے' لیکن صوفیوں کے تصوف اور کرامتوں سے صرف ان کے مریدوں کی گنتی میں اضافے کے سوا کچھ نہیں ہوا۔

Marfat.com

اجتہاد اور مجتہد

اجتہاد کے بارے میں رائیں :- اجتہاد کے سلسلے میں مختلف قلمکار لوگوں کی ایک ہی انداز کی ملتی جلتی سی رائیں چلی آ رہی ہیں۔

○-- اجتہاد کا مفہوم یہ ہے کہ جن پیش آمدہ مسائل کے لئے قرآن و سنت میں کوئی حل دکھائی نہ دیتا ہو' ان کے حل کے لئے قرآن و سنت ہی کی روشنی میں انسانی سوچ کے مطابق کوئی قانون تیار کرنا۔

○-- احکام کا علم شرعی دلائل سے.حاصل کرنے کی کوشش کا نام اجتہاد ہے۔

○-- اجتہاد اس انتہائی کوشش کو کہتے ہیں جو کتاب و سنت کے اشارات و مضمرات سے کوئی حکم معلوم کرنے کے لئے کی جائے۔

○-- اصطلاح میں اجتہاد کسی شرعی حکم کو معلوم کرنے کے لئے فکر و استنباط کی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا نام ہے۔

○-- اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے اصولی احکام اور جامع ہدایات کو سمجھ کر ایسے معاملات پر ان کو منطبق کرنا جن میں نظائر بھی نہ ملتے ہوں۔

○-- دین کے سرچشموں سے احکام استنباط کرنے کی سعیء کرنا۔

○-- احکام شرعیہ کی ہیئت اصلی کو بحال رکھتے ہوئے غیر منصوص معاملات میں اسلامی تعلیمات کے مطابق قانون کی ہیئت کذائی کا از سر نو جائزہ لینا اور زندگی کی صحیح نشوونما اور ضبط و انقیاد کی خاطر نئے وسائط و ذرائع کا اختیار کرنا اجتہاد ہے۔

Marfat.com

○--- **(ابوبکر رازی کے نزدیک اجتہاد کا مفہوم)** ابوبکر رازی نے اجتہاد کے اطلاقات کو تین حصوں میں پابند کیا ہے ① ایک قیاس شرعی جس میں حکم کی علت کو معلوم کر کے اس سے فروع کو تطبیق دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ② دوسرا ظن و تخمین غالب سے کسی بات کا فیصلہ کرنا۔ ③ مستحکم اصولوں کی بناء پر جزئیات تک پہنچنا۔

○--- **(شاطبی کے نزدیک اجتہاد کا مفہوم)** شاطبی نے کہا ہے کہ اجتہاد نام ہے شرعی احکام معلوم کرنے کا اور ان کو حالات پر تطبیق دینے کے لئے انتہائی کوشش کرنے کا۔ (الموفقات' جلد نمبر ۴) شاطبی کے نزدیک ملکی قوانین کو نبھانے والا غیر مسلم بھی اجتہاد کا مجاز ہو سکتا ہے۔

(مسئلہ اجتہاد' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور)

(شاطبی کی یہ سوچ کہ ملکی قوانین کو نبھانے والا غیر مسلم بھی اجتہاد کا مجاز ہو سکتا ہے ایک جاہلانہ و مغرب پرستانہ سوچ ہے۔ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے' گو اس میں غیر اسلامی قوانین نافذ ہیں' لیکن کچھ قوانین ایسے ہیں جو اسلام کے احکام نعمت سے مطابقت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں شراب پر پابندی ہے اور ماہ رمضان میں زکوٰۃ کی وصولی کی جاتی ہے۔ اس میں غیر مسلم شراب بھی پیتے ہیں اور زکوٰۃ بھی نہیں دیتے کیا اس قسم کے غیر مسلموں کا اجتہاد مسلمانوں کے لئے جائز ہو گا۔ قادیانی غیر مسلم ہیں اور ملکی قوانین کو نبھانے والے ہیں' کیا ان کا اجتہاد پاکستان کے مسلمانوں کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ جتنے لوگوں نے اجتہاد کرنے والے مجتہد کے معیار کے بارے میں بات کی ہے ان سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو' وہ دل و زبان کے خلوص کے ساتھ کتاب و سنت کی دینی و دنیوی حیثیت و اہمیت کی کاملیت و یکتائی پر پورے طور سے ایمان رکھتا ہو' کتاب و سنت کا باشعور صحیح و کامل عالم ہو' کتاب و سنت کے تحت زندگی بسر کرتا ہو'

Marfat.com

اور اس کے عمل و فکر کا کوئی پہلو کتاب و سنت کی حدود سے باہر نہ نکلتا ہو)۔

--اجتہاد کا تعلق اسلامی احکام سے ہے اور غیر مسلم تو اسلام کو مانتے ہی نہیں'

پارلیمنٹ کا غیر مسلم رکن :- کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ پارلیمنٹ کے غیر مسلم رکن کو حق تقنین سے علیحدہ نہیں رکھا جا سکتا' یہ بات مغربی قسم کی پارلیمنٹ میں روا رکھی جا سکتی ہے' لیکن اسلامی ریاست میں تو مجلس شوریٰ کے بھی کسی رکن کو حق تقنین حاصل نہیں ہوتا' اسلامی ریاست (حکومت الٰہیہ) میں صرف احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص کے احکام) ہی چلتے ہیں۔ مغربی پارلیمنٹ کا تو کوئی معیار دینی ہی نہیں' اس میں پچاس اہل و قابل اراکین کے مقابل اکیاون نااہل و نالائق اراکین کے ہاتھ اٹھ جائیں تو پچاس اہل و قابل اراکین کی جائز بات بھی رد ہو کر رہ جاتی ہے۔

-- ایک بات یہ بھی ہے کہ مغربی پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کو "اجتہادی قوانین" کا اور پارلیمنٹ کو "مجتہد" کا درجہ حاصل نہیں ہوتا' خواہ اس کے سارے اراکین مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔

○--**(آمدی کی اجتہاد کے بارے میں رائے)** اجتہاد کے بارے میں آمدی کی رائے یہ ہے۔

هو فی الاصطلاح استفراغ الواسع فی طلب الظن بشئی من الاحکام الشرعیه

(اصطلاح کے مطابق احکام شرعیہ میں کسی چیز کے بارے میں گمان غالب حاصل کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرنے کا نام ہے۔) (ارشاد الفحول)

○-- ارباب اصول کی اصطلاح میں اجتہاد کا لفظ خاص ہے اس انتہائی کوشش کے لئے جو کسی امر شرعی کے بارے میں گمان غالب حاصل کرنے

Marfat.com

کے لئے صرف کی جائے کہ یہ شریعت کے موافق ہے۔

(الاحکام فی اصول الاحکام' جلد نمبر ۴)

اجتہاد کے بارے میں ان تمام اوپر کی رایوں سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اجتہاد انسانی سوچ کے مطابق قانون سازی یا احکام سازی ہے' جبکہ "قانون" یا احکام کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی سے ہے۔

ان الحکم الا اللہ○

(خبردار' حکم اللہ کے سوا کسی اور کا کام نہیں ہے۔) (یوسف: ۴۰)

الا لہ الخلق والامر○

(خبردار' تخلیق اور حکم اللہ ہی کے کام ہیں۔) (الاعراف: ۵۴)

ان انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارلک اللہ○

(بے شک یہ کتاب تجھ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے' تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس طرح فیصلہ کرے کہ جس طرح اللہ تجھے آگاہ کرے۔)

(النساء: ۱۰۵)

یہ ذاتی قسم کی رائیں ہیں:- اجتہاد کے سلسلے میں ابوبکر رازی' شاطبی' آمدی اور دوسرے لوگوں کی رائیں ذاتی قسم کی انسانی رائیں ہیں' یہ قرآن پاک کی رائیں ہیں نہ جناب رسول کریمؐ کی' انسانی زندگی کے سلسلے میں احکام نعمت کی موجودگی میں انسانی قانون سازی کے لئے گنجائش ان لوگوں نے نہ جانے کہاں سے نکال لی۔

اجتہاد واضح انداز میں قرآن حکیم سے ثابت ہے نہ سنت رسولؐ سے' خلفائے راشدینؓ سے بھی جن اجتہادات کو وابستہ کیا جاتا ہے ان کی حیثیت بھی تاریخی ہے' اور تاریخ اسلام کو سب سے پہلے لکھنے والے لوگ (واقدی اور طبری وغیرہ) ایک تو واقعات کے برپا ہونے کے وقت ناموجود' جائے وقوعہ سے دور اور سینکڑوں برس بعد میں ہونے کے علاوہ فرقہ وارانہ ذہنیت بھی رکھتے تھے' واقدی تو ہے ہی کاذب۔

خلفائے راشدینؓ کے "اجتہادات" کو انکی تاریخی حیثیت کو نظر انداز کر کے صحیح

Marfat.com

بھی مان لیا جائے تو بھی ان کے بارے میں سب سے پہلے یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔

(ا) اجتہاد کرنے والا مجتہد پوری امت میں ایک ہی ہو'

(ب) اجتہاد مضبوط و مستحکم مملکت اسلامیہ (حکومت الہیہ) کے ماحول اور فضا میں ہو'

(ج) مجتہد متفقہ طور پر تسلیم کیا گیا سربراہ مملکت اسلامیہ ہو'

(د) مجتہد کا القاسب مسلمانوں میں متفقہ طور پر تسلیم شدہ اور بلند ترین ہو'

(ر) مملکت اسلامیہ مرکزی حیثیت کی ایسی ہمہ گیر و با اختیار آزاد مملکت ہو جس میں احکام نعمت اپنی نزولی حیثیت ہی میں نافذ ہوں اور پورے پورے طور پر نافذ ہوں۔

(س) مجتہد سربراہ مملکت کی معاشرت ایک عام شہری کی معاشرت کی سی سطح رکھنے والی ہو'

اجتہاد اور قلمکار لوگ :۔ اجتہاد کے سلسلے میں لکھنے والے قلمکاروں نے الفاظ سازیوں سے تحریروں کا انبار تو لگا رکھا ہے لیکن ان باتوں کی وضاحت کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

(۱) دور خلفائے راشدینؓ کے اجتہادوں کی جتنی شکلیں سامنے لائی جاتی ہیں ان کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

(۲) دور خلفائے راشدینؓ کے اجتہادوں کی حیثیت عارضی و وقتی سمجھی جائے یا مستقل و ابدی'

(۳) ان اجتہادوں سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی مفادات کو کیا تقویت ملی'

(۴) مبالغہ آمیز تاریخ اسلام کی وساطت سے جن سربراہان مملکت صحابہ کرامؓ کے اجتہادوں کی صورتوں کو دکھایا جاتا ہے' کیا کسی مجتہد کے لئے ان صحابہ کرامؓ کی سی دینی و دنیوی زندگی کے معاشرتی اور معاشی و اقتصادی معیار سے مطابقت رکھنا بھی ضروری ہے کہ نہیں'

Marfat.com

(۵) اجتہادات کی صورتیں بنانے والے صحابہ کرامؓ کا دینی و دنیوی رتبہ کس انداز کا تھا' وہ صرف عظیم دینی حیثیت ہی رکھتے تھے کہ ان کو متفقہ طور پر سربراہانہ اور حاکمانہ حیثیت و عظمت بھی حاصل تھی۔

(۶) مجتہد کا حاکم ہونا بھی ضروری ہے کہ نہیں ہے۔

(۷) اجتہاد کی جو صورتیں انسانی مضامین و رسائل و کتب میں دکھائی گئی ہیں' ان کے بارے میں سب مسلمانوں کی دلی و اجتماعی تسلیم کی کیا کیفیت سامنے آتی ہے۔

(۸) اسلام کس قسم کے نئے مسائل کے بارے میں اجتہاد کی اجازت دیتا ہے اور اس کی سند کیا ہے۔

(۹) کسی اجتہاد کے لئے سب مسلمانوں کا متفق ہونا ضروری ہے یا صرف عالم کہلانے والے لوگوں کا متفق ہو جانا ہی کافی ہے۔

(۱۰) کسی اجتہاد پر عالم کہلانے والے لوگوں کی کل نفری متفق نہ ہو تو اجتہاد کی حیثیت کیا ہو گی۔

(۱۱) قرآن و سنت کی رو سے "عالم" کی تعریف کیا ہے۔

(۱۲) کسی اجتہاد کے سلسلے میں عام مسلمانوں کے اکثریتی اجماع کی تسلیم کو اہمیت حاصل ہے کہ نہیں ہے۔

(۱۳) ایک مجتہد کا اجتہاد کسی دوسرے مجتہد یا کئی دوسرے مجتہدوں یا سب دوسرے مجتہدوں کی اختلافی شکل کی موجودگی میں قابل ہو سکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔

(۱۴) اجتہاد کے لئے خلافت راشدہ کی سی صحیح و کامل طور سے احکام نعمت کی عملی حیثیتوں اور صورتوں کی آئینہ دار و ترجمان اسلامی ریاست کے ماحول اور موجودگی کی ضرورت ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔

(۱۵) مسلمانوں کی غیر شرعی یا احکام نعمت کے نفاذ و برتری سے بیگانہ حکومت

Marfat.com

اجتہاد کے لئے مجتہدوں کی نام زدگیاں کر سکتی ہے کہ نہیں کر سکتی۔

(۱۶) مسلمانوں کی غیر شرعی حکومت کے نام زدکردہ مجتہدوں کے اجتہادات صحیح اجتہادی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں کہ نہیں کرتے۔

(۱۷) مسلمانوں کی غیر شرعی حکومت میں عالم کہلانے والے لوگوں میں سے ایک گروہ کا اجتہاد صحیح حیثیت اختیار کر لیتا ہے کہ نہیں کرتا۔

(۱۸) اجتہاد کے لئے مجتہد کا سب مسلمانوں میں دینی و دنیوی دونوں پہلوؤں سے راہنما کی حیثیت میں منظور و مقبول ہونا ضروری ہے کہ نہیں ہے۔

(۱۹) مختلف فرقوں کے اجتہادی انداز کے کئی مختلف و متضاد فیصلوں کی موجودگی میں صحیح اجتہاد کی صورت کی پہچان کیسے کی جا سکتی ہے۔

(۲۰) فرقہ بازیوں کی فضا میں مغربی رنگ و انداز کی نصابی کتب کے ذریعے سے ناقص علم حاصل رکھنے والے مسلمان یا ان پڑھ مسلمان یہ کیسے پتہ چلا سکیں گے کہ کونسا مجتہد صراط مستقیم پر ہے۔

(۲۱) اجتہاد کی صورت سب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ ہو تو بنتی ہے یا کئی فرقوں کی موجودگی میں کسی ایک فرقے کے مجتہد کے اجتہادی فیصلے سے بھی بن جاتی ہے۔

(۲۲) ایک فرقے کا اجتہاد دوسرے فرقے کے لئے بھی لازم بنتا ہے کہ نہیں بنتا۔

(۲۳) دو فرقوں یا کئی فرقوں کے مختلف و متضاد اجتہادوں میں سے کسی ایک کو ماننا ضروری ہے کہ نہیں ہے' اور کسی کو بھی نہ ماننے سے کیا صورت پیدا ہو گی۔

(۲۴) فرقہ بندیوں کی موجودگی میں کسی ایک فرقے کے مجتہد کو مجتہد کا صحیح مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ نہیں ہوتا۔

(۲۵) غیر شرعی طرز کی مسلمانوں کی حکومت میں مجتہد وہ شرائط پورے طور

Marfat.com

سے جمع رکھ سکتا ہے جو ایک مجتہد کے لئے کتابوں میں ضروری بتائی جاتی ہیں کہ نہیں رکھ سکتا۔

(۲۶) اجتہاد کی بنی ہوئی شکلوں کو بدلا جا سکتا ہے کہ نہیں بدلا جا سکتا۔

(۲۷) اجتہاد کی حیثیت رائے کی ہوتی ہے کہ حکم کی۔

(۲۸) مجتہد کے معیار کے بارے میں شرائط اللہ و رسولؐ کی مقرر کردہ ہیں یا لوگوں نے خود ہی گھڑلی ہیں۔

(۲۹) کیا مسلمانوں کی مغربی طرز کی جمہوریت کی بنیاد پر قائم ہونے والی حکومت کے لئے الیکشن میں ووٹ ڈالنے والے مجتہد کو بھی مجتہد کا درجہ حاصل رہتا ہے۔

(۳۰) کیا مجتہد کے لئے متقی ہونا ضروری ہے کہ نہیں ہے۔

(۳۱) کیا غیر اقوام (اسلام کی مخالف اقوام) کے انداز معاشرت کو اپنانے والا یا اس سے ملتا جلتا انداز معاشرت رکھنے والا شخص مجتہد ہو سکتا ہے۔

(۳۲) کیا مسلمانوں کی حکومت کے مجتہد کا اجتہاد کا فروں کی حکومتوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی لازمی ہو جاتا ہے کہ نہیں ہوتا۔

(۳۳) ایک مسلمانوں کی حکومت کے مجتہد کا یا مجتہدوں کا اجتہاد دوسری مسلمانوں کی حکومت کے مسلمانوں کے لئے بھی لازم ہو جاتا ہے کہ نہیں ہوتا۔ (وغیرہ)

ان اوپر کے سوالات کے جوابات کو سامنے رکھ کر ہی اجتہاد و مجتہد کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے' اور کوئی بات طے کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

مجتہد

انسانوں کی خود ساختہ "اصول فقہ کی کتابوں" میں مجتہد کے بارے میں بیان کی گئی شرائط' جن کا خلاصہ نیچے کی تین رایوں میں دیا گیا ہے فلدکار لوگوں کی اپنی ہی ذاتی قسم کی رائیں ہیں' یہ اللہ و رسولؐ کی مقرر کردہ شرائط نہیں ہیں۔

① اجتہاد کا اہل وہ شخص ہے جس کو کتاب و سنت پر پورا عبور حاصل ہو۔

② وہ کتاب و سنت پر پورا عبور رکھنے والا شخص پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچنے والا اور ان کے مالہ و ماعلیہ کو اچھی طرح سمجھنے والا ہو۔

③ اور اخلاق و سیرت کے لحاظ سے ایک قابل اعتماد آدمی ہو' تاکہ لوگ اپنے دین کے معاملے میں اس پر اعتماد کر سکیں۔

(اسلامی نظریہء حیات' کراچی یونیورسٹی' کراچی)

مسلمانوں میں اعتماد عام کی صورت کو برقرار رکھنے کے لئے شدید قسم کی فرقہ بازیوں کی موجودگی میں قرآن و سنت پر پورا عبور حاصل ہونے کی شرط کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ قرآن پاک کی تفسیروں اور تعبیروں میں فرق' حدیثوں میں جھوٹی حدیثوں کی آمیزش' اور تاریخی واقعات و حالات میں اختلافات و مبالغہ آمیزی کی شکلیں موجود ہیں۔ شیعہ لوگ جناب ابوبکر صدیقؓ' جناب عمر فاروقؓ اور جناب عثمان غنیؓ کو برحق خلفاء تسلیم نہیں کرتے اور سنی لوگ ان تینوں عظیم ترین بزرگان دین کو برحق خلفاء مانتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کی زیادہ تر مثالیں ان تینوں خلفاءؓ ہی سے وابستہ کی جاتی ہیں۔

سبھی مجتہد لوگ اپنے آپ کو پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچنے والا

Marfat.com

ظاہر کرتے ہیں اور پھر کوئی مجتہد پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچنے والا ہے کہ نہیں ہے۔ اس چیز کو پرکھنے کا پیمانہ کیا ہے' ہر فرقہ کے مجتہدین اپنی اپنی جگہوں پر اپنے اپنے فرقے کے درمیان اپنے آپ کو پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچنے والا جانتے ہیں' انگریزوں کے سامراجی عہد میں "بریلوی مجتہدوں" نے پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچ کر انگریزوں کی حکومت کا ساتھ دیا' اور "دیوبندی مجتہدوں" نے پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچ کر انگریزوں کی حکومت کی مخالفت کی' ایک مشہور پیر مہر علی شاہ آف گولڑہ نے پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچ کر انگریزوں کی خوب مدد کی اور اس کا نام انگریزوں کی حکومت کے بااعتماد مددگار دوستوں کی فہرست میں انعام و اکرام کے ساتھ درج ہے۔ (Cheifs Of Punjab)

"مذہبی مجتہدوں" کا ایک نمائندہ گروہ پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچ کر قیام پاکستان کی مخالفت پر آمادہ رہا اور مسٹر محمد علی جناح (جو نہ دینی عالم تھے نہ مجتہد) نے پیش آمدہ حالات و وسائل کی تہہ تک پہنچ کر برصغیر میں مسلمانوں کے علیحدہ ملک کے قیام کے لئے قدم اٹھایا (اور پاکستان وجود میں آگیا۔)

فرقہ بازیوں میں مجتہد کی حیثیت :۔ مجتہد کی حیثیت کے بارے میں یہ سوالات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

○۔۔ کیا مسلمانوں کی شدید قسم کی فرقہ بازیوں کی موجودگی میں اجتماعی حیثیت نہ رکھنے والے مجتہد کا اجتہاد سب مسلمانوں کے لئے ہو سکتا ہے۔ ایک فرقے کا مجتہد اجتہاد کرے اور دوسرے فرقے کا مجتہد اس کے مخالف ہو یا کسی متوازی مختلف اجتہاد کی شکل کو سامنے لائے تو کیا کیا جائے اور دونوں میں سے کس کو صحیح مانا جائے اور کس کو غیر صحیح۔۔

ایک اور الجھن :۔ خود ساختہ اصول فقہ کی کتابوں میں اجتہاد کے بارے میں بیان کی گئی شرائط سے یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ اجتہاد کا اہل شخص (مجتہد) مسلمانوں کے کئی فرقوں کی موجودگی میں کس فرقے سے تعلق رکھتا ہو' سنی' شیعہ' بریلوی' وہابی'

Marfat.com

دیوبندی' مودودی یا باقی کے فرقوں میں سے کسی فرقے سے۔

مجتہد کی اصطلاح :۔ "مجتہد و اجتہاد" کی اصطلاحیں اموی و عباسی بادشاہوں کے دور کی پیداوار ہیں۔ یہ نہ عہد رسولؐ میں تھیں نہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں۔

مجتہد کے بارے میں کچھ اور شرائط :۔ مجتہد و اجتہاد کے بارے میں بیان کی گئی اوپر کی تین خلاصہ شرائط سے ملتی جلتی کچھ اور شرائط بھی ہیں' یہ شرائط بھی انسانوں ہی کی گھڑی ہوئی ہیں۔

(ان شرائط کی تشریح کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار نے اپنی کتاب میں خود ہی لکھی ہے' ہر شرط کے ساتھ "تشریح" بھی کتاب کے قلمکار ہی کی ہے)۔

(ا) مجتہد کتاب و سنت کے نصوص کا کامل علم رکھتا ہو'

(تشریح) قرآن حکیم کا اسلوب اظہار یہی نہیں کہ وہ احکام و اوامر کو براہ راست احکام و اوامر ہی کے سیاق و سباق میں بیان کرے' بلکہ وہ قصص و امثال کے انداز میں بھی بسا اوقات ایسی گراں قدر حقیقتوں کی طرف اشارہ کر جاتا ہے کہ جن پر مسائل و فروع کی پوری عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ اس لئے آیات قرآنی سے متعلق اتنی واقفیت ہونی چاہئے کہ اس سے یہ معلوم کرنے میں زحمت نہ ہو کہ زیر بحث مسئلہ کی چھان بین کے لئے قرآن مجید کے کس حصہ کا مطالعہ ضروری ہے.......

سنت میں مجتہد کو کتنی احادیث کا جاننا ضروری ہے' اس میں بھی نزاع ہے' ایک رائے ہے کہ پانچ صد (۵۰۰) حدیثیں جان لینا کافی ہے۔ کیونکہ احکام و مسائل کی احادیث اس سے زیادہ نہیں۔ ابن العربی کا کہنا ہے کہ احکام سے متعلق احادیث تین ہزار (۳۰۰۰) سے کم نہیں' ایک روایت میں ہے کہ امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ اجتہاد کے لئے کس قدر احادیث کا ہونا ضروری

Marfat.com

ہے' کیا ایک لاکھ' آپ نے فرمایا' نہیں' پھر پوچھا گیا' کیا دو لاکھ' جواب دیا' نہیں' جب کہا گیا کہ پانچ لاکھ تو آپ نے فرمایا "ارجوا" (ہاں اس قدر مقدار غنیمت ہے)......(ارشاد الفحول)

لیکن امام احمد کے بعض اصحاب کا قول ہے کہ کل بارہ سو (۱۲۰۰) احادیث ایسی ہیں کہ جن کے گرد تمام فروع و مسائل گھومتے ہیں'..... حدیثوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ سب کی سب یاد ہوں یا ہزاروں لاکھوں ازبر ہوں' بلکہ اتنا کافی ہے کہ ایک شخص عندالمراجعہ یہ جان سکے کہ زیر بحث و تحقیق جزئی کے لئے مجھ کو کن کن احادیث کی ورق گردانی کرنا پڑی گی اور کس کس باب سے حسب منشاء مواد مل سکے گا........ احادیث سے بھی زیادہ خود مزاج نبوت سے سازگاری ضروری ہے'....... جب کوئی مسئلہ زیر بحث ہو تو اس پر کئی سمتوں سے غور کیا جائے اور بالخصوص جس چیز پر نظر رہے وہ یہ ہے کہ ذوق نبوت اور حکمت رسالت کن باتوں کی متقاضی ہے۔)

(۲) مجتہد مسائل اجماعیہ سے واقفیت رکھتا ہو'

(تشریح) یہ جاننا کہ امت کن مسائل پر پہلے سے متفق ہے' اور کہاں سے اجتہاد و فکر کا آغاز ہونا چاہئے۔

(۳) علوم لسانی پر عبور رکھتا ہو'

(تشریح) یہ شرط سب سے اہم ہے کیونکہ اگر ایک شخص عربی صرف و نحو کو نہیں جانتا' معانی و بیان کے رموز و اسرار سے واقفیت نہیں رکھتا تو وہ قطعی اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(۴) اصول فقہ پر نظر رکھتا ہو'

(تشریح) اجتہاد کے کچھ لگے بندھے اصول ہیں اور جچی تلی بنیادیں ہیں' اس لئے مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سب علوم سے واقف ہو' مزید برآں تاریخ' فقہ و ائمہ و مجتہدین کے مسلک و مسائل سے آگاہ بھی ہو اور

Marfat.com

یہ خوب جانتا ہو کہ کن کن مسائل میں فقہائے عظام نے تعین و اطلاق کی کیا کیا صورتیں اختیار کی ہیں۔

(۵) ناسخ و منسوخ کا علم رکھتا ہو'

(تشریح) ایک شخص اس وقت تک عالم سنت ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ یہ نہ جانتا ہو کہ کون سے احکام پہلے کے ہیں اور کون سے بعد کے۔

(۶) جدید طرز زندگی سے بھی آگاہ ہو'

(تشریح) یہ جانتا ہو کہ اقتصادیات اور سیاسیات کے کون کون سے عوامل ہمارے پورے معاشرے کو متاثر کئے ہوئے ہیں' کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی کتاب و سنت کے نقطہ نگاہ سے خوب آشنا ہو' فقہائے ماسبق کی موشگافیوں کو بھی جانتا ہو' لیکن اقتصادیات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ایک معمولی مسئلہ پر بھی صحیح رائے پیش نہ کر سکے' اور یہ نہ بتا سکے کہ موجودہ حالات میں اسلام کے حکیمانہ تقاضے کس چیز کے مقتضی ہیں۔

(۷) غیر معمولی ذہنی سلجھاؤ رکھتا ہو'

(تشریح) اس لائق ہو کہ زیر بحث مسئلہ پر ان تمام سمتوں سے غور و فکر کر سکے جو اس سلسلہ میں گتھی کو سلجھانے میں مد و معاون ہو سکیں...... مجتہد کے لئے یہ ضروری ٹھہرا کہ ایک خاص سطح دماغی کا مالک ہو' کیونکہ معمولی سطح کا انسان اس بڑی ذمہ داری کے تحمل سے یکسر قاصر ہوتا ہے' اصابت رائے اور پوری پوری ثقاہت کے بغیر اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھنا خطرے سے خالی نہیں۔

(مسئلہ اجتہاد' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور)

(موجودہ دور میں قرآن حکیم کے احکام و اوامر و مضامین کے سلسلے میں اس انداز کی فہرستیں (TABLES OF CONTENTS) چھپی ہوئی شکلوں

Marfat.com

میں دستیاب ہیں کہ معمولی علم و تعلیم رکھنے والا شخص بھی ذرا سی کوشش سے قرآن حکیم کے کسی حکم و امر کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکتا ہے' مجتہد کے لئے قرآن کریم کے نصوص کا علم رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ زیر بحث مسئلہ کے بارے میں احکام و اوامر کی قرآن حکیم میں چھان بین کر سکے تو یہ کام فہرستوں سے بھی لیا جا سکتا ہے)۔

ساتوں شرائط اور ان کی تشریحوں پر تبصرہ:۔ کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار کی مجتہد کے بارے میں اوپر کی ساتوں شرائط اور ان کی تشریحوں کی حیثیت (صرف پہلی شرط کی سرخی (Heading) کو چھوڑ کر) جاہلانہ سا رنگ رکھتی ہے۔

--- کتاب کے قلمکار نے قرآن حکیم کے قصص و امثال کے سلسلے کو صحیح مفہوم میں نہیں لیا' قرآن حکیم کے قصص و امثال ادیبانہ و شاعرانہ رنگ نہیں رکھتے بلکہ حقیقتوں اور سچائیوں کے بیانات ہیں۔ قلمکار نے قرآن حکیم کے قصص و امثال کو افسانہ و داستان کے ادیبانہ و شاعرانہ رنگ میں لیا ہے' اس کا ثبوت شرط نمبر ا کی تشریحی عبارت کے اس نثری حصے سے ملتا ہے۔

"بلکہ وہ قصص و امثال کے انداز میں بھی بسا اوقات ایسی گراں قدر حقیقتوں کی طرف اشارہ کر جاتا ہے"۔

قرآن حکیم کے قصص حقیقت کی وضاحت کے لئے حقیقی واقعات کو من و عن بیان کرنے کے سلسلے میں حقیقی حیثیت رکھتے ہیں' اور یہ حقیقی واقعات بھی نبیوں اور ان کی امتوں کے ہیں۔

---- امثال کے سلسلے میں بھی قرآن حکیم کا انداز سچ پر مبنی ہے۔ قرآن حکیم کی امثال کا انداز انسانی ذہن کی امثال کی مانند نہیں' انسانی ذہن کی امثال میں عام طور پر کسی چھوٹی چیز کے لئے کسی بڑی چیز کو درمیان میں لایا جاتا ہے اور ان امثال میں مبالغہ آمیزی کا رنگ بھی شامل ہوتا ہے۔ ان امثال میں انسان کی کسی خوبی کو جانور کی خوبی سے بھی مثال دی جا سکتی ہے' لیکن قرآن حکیم کی امثال میں یہ چیز نہیں ہے' اس کی

Marfat.com

امثال حقیقت بیان کو زیادہ آسان و واضح اور مؤثر بنانے کے لئے استعمال کی گئی ہیں۔

مجتہد کے علم سنت سے واقفیت کے بارے میں جو کہا گیا ہے' وہ نہایت الجھا ہوا مفہوم رکھتا ہے۔ بات صحیح طور سے واضح نہیں ہوتی اور انسان کا ذہن کسی ایک ٹھوس فیصلے پر نہیں پہنچتا۔

-- ایک نے پانچ صد حدیثوں کا جان لینا کافی بتایا ہے۔

-- ابن العربی نے تین ہزار حدیثوں کی شرط لگائی ہے۔

-- امام احمد نے پانچ لاکھ حدیثوں کا علم ہونے کو غنیمت کہا ہے۔

-- امام احمد ہی کے بعض اصحاب کا قول ہے کہ امام احمد نے ایک جگہ تصریح کی ہے کہ کل بارہ سو احادیث ایسی ہیں جن کے گرد تمام مسائل و فروع گھومتے ہیں۔

-- ایک رائے ہے کہ احادیث سے بھی زیادہ مزاج نبوت سے بھی سازگاری ضروری ہے۔

-- کسی زیر بحث مسئلے کے بارے میں ذوق نبوت اور حکمت رسالت کے تقاضے کو بھی سامنے رکھنا ضروری بتایا جاتا ہے۔

ان اوپر کی باتوں کو سامنے رکھ کر مجتہد کے علم سنت سے واقفیت کی بارے میں کونسی بات یا کونسے معیار کو مانا جائے' مجتہد کے علم سنت کے بارے میں یہ اوپر کی سب باتیں انسانی فکر و ذہن کی تیار کردہ ہیں' یہ باتیں نہ قرآن حکیم کی ہیں اور نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی' مجتہد کے بارے میں اللہ و رسولؐ کی رائے ظاہر کرنے کے بجائے ہر شخص (قلمکار) نے اپنی اپنی انسانی سوچ کے مطابق بات کی ہے' ان لوگوں کے پاس وہ کونسی نزولی سند (اللہ و رسولؐ کی سند) ہے جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ باتیں کی ہیں۔ ذوق نبوت' مزاج نبوت اور حکمت رسالت کی بات ادیبانہ و شاعرانہ قسم کی ہے۔

"دین" اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق اعمال کا نام ہے' دین کے

Marfat.com

سلسلے میں نبیؑ کے ذوق و مزاج کی بات کرنا بے علمی ہے۔ رسولؑ صرف احکام نعمت پر سب سے پہلے خود عمل کرنے اور پھر اپنے عمل کی پیروی میں دوسروں کے عمل کے لئے دوسروں کو احکام نعمت پر عمل کی تبلیغ کرنے والا ہوتا ہے' ذوق و مزاج کی باتیں شعر و شاعری کے سلسلے میں ہو سکتی ہیں' اس دین کے سلسلے میں نہیں ہو سکتیں جس میں سب کچھ احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص) کے مطابق اطاعت رسولؑ میں عمل کرنا ہی ہے' دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے مطابق نازل فرمایا ہے' اسے نازل کرتے وقت نبیوںؑ یا جناب رسول کریمؐ کے ذوق و مزاج کو سامنے نہیں رکھا۔ نبیؑ کی ذات دین کے سلسلے میں ذوق و مزاج کی کیفیتوں سے بلند ہوتی ہے' نبیؑ صرف اور صرف احکام نعمت کے مطابق سب سے پہلے عمل کرنے والا' اور اپنے عمل کی مانند احکام نعمت پر دوسروں کو عمل کی تبلیغ کرنے والا اور عمل کے انجام سے آگاہ کرنے والا ہوتا ہے۔

"حکمت رسالت" کی بات بھی بے معنی ہے' آپؐ کی رسالت تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ حکمت کی تعلیم دینے والی ہے۔ آپؐ کی رسالت یا نبوت کی علیحدہ کوئی حکمت نہیں' حکمت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہستی پاک کے لئے مخصوص ہے' حکیم وہی ہے۔ (حکمت کا ترجمہ فلسفہ اور حکیم کا ترجمہ فلسفی غلط ہے)

رسولؑ رضائے الٰہی ہی کو ہر وقت سامنے رکھنے والا ہوتا ہے' دین کے سلسلے میں وہ رضائے الٰہی کے علاوہ اور کسی طرف نہیں دیکھتا' وہ رضائے الٰہی سے ذرا سا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا' اس کی رسالت کی ساری زندگی رضائے الٰہی (وحی عام و وحی خاص) کے مطابق گزرتی ہے۔

قرآن حکیم کی فہرستوں' ترجموں اور تفسیروں کی موجودگی میں عربی صرف و نحو کو نہ جانتے ہوئے بھی ایک عام مسلمان قرآن حکیم کے بیان و معانی سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ "ادبی لطائف سے بہرہ مندی کا ذوق بھی اجتہاد کی صلاحیت سے تعلق رکھتا ہے تو یہ بات مضحکہ خیز ہے' "قانونی مسائل" کا ادبی لطائف سے کیا تعلق۔ اور یہ باتیں بھی انسانی سوچ کی پیداوار ہیں کہ

Marfat.com

(i) اجتہاد کے کچھ لگے بندھے اصول اور جچی تلی بنیادیں ہیں۔

(ii) مجتہد تاریخ' فقہ اور ائمہ و مجتہدین کے مسلک و دلائل سے آگاہ ہو۔

(iii) مجتہد یہ خوب جانتا ہے کہ کن کن مسائل میں فقہائے عظام نے تعین و اطلاق کی کیا کیا صورتیں اختیار کی ہیں۔

یہ باتیں اللہ و رسولؐ کی فرمائی ہوئی باتیں نہیں ہیں' ائمہ' فقہا اور مجتہدین کے خطابات بھی انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں۔ ان خطابات کا وجود نہ عہد رسولؐ میں کہیں ملتا ہے نہ خلفائے راشدین کے دور میں' یہ خطابات بادشاہوں کے عہدوں کی پیداوار ہیں۔

موجودہ دور میں عام فہم مضامین و کتب کو سامنے رکھ کر ایک عام پڑھا لکھا اور اردو زبان کو سمجھنے والا شخص بھی ناسخ و منسوخ کے بارے میں آسانی سے جان سکتا ہے۔

"جدید طرز زندگی" کے سلسلے میں تو قرآن حکیم نے صاف الفاظ میں وضاحت کر دی ہے۔

لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد ط متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم ○

(شہروں میں کافروں کی چال ڈھال تجھے کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ تھوڑا سا عارضی سامان زندگی ہے' پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے۔)

(آل عمران: ۱۹۶)

اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس دور میں اسلامی اقتصادیات کو جاننے والا جدید دور کی اقتصادیات سے بھی آگاہی حاصل کر لے' لیکن یہ جائز نہیں کہ اسلامی اقتصادیات کو نظرانداز کر کے جدید دور کی باطل اقتصادیات کو اپنا لیا جائے یا کچھ دنیوی مفاد کے لئے اسلامی اقتصادیات کے نظام میں کچھ رد و بدل کے پہلو کو اختیار کر لیا جائے' قرآن و سنت کے اقتصادیات کے پاکیزہ نظام میں نہ کچھ ترمیم و تنسیخ ہو سکتی ہے

Marfat.com

نہ اسے نظرانداز کیا جا سکتا ہے کسی رخ سے اور کسی حال میں بھی۔

Marfat.com

نظام اسلام اور التوائی بہانے

خلفائے راشدینؓ نے اسلام کے نظام زندگی (معاشرتی اور معاشی و اقتصادی نظام) کو احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص) کے مطابق نافذ کرنے میں کسی قسم کے ارتقائی و التوائی پہلوؤں سے کام نہیں لیا۔ اسلام کے نظام زندگی کا اندازا عرب سمیت قیصر و کسریٰ کے ماحول و انداز زندگی کے مخالف تھا۔ لیکن خلفائے راشدینؓ نے اسے مکمل طور سے نافذ کرتے وقت ماحول و حالات کی سازگاری و ناسازگاری کو نہیں دیکھا۔ جناب رسولؐ کی وفات کے بعد صلوۃ و زکوۃ سے انکار اور جھوٹے نبیوں کے سے شدید قسم کے مسائل کھڑے ہوئے لیکن خلیفہ اول جناب ابوبکر صدیقؓ نے نہ کسی طرح کی منصوبہ بندی یا پلاننگ بازی سے کام لیا نہ کسی رنگ کی مصلحت کوشی سے' بس اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پورا کا پورا نظام اسلام نافذ کر دیا گیا' یہ لوگ جو اسلام کے نظام زندگی کو نافذ کرنے کے سلسلے میں منصوبہ بندیوں اور پلاننگ بازیوں سے کام لے رہے ہیں ان کی نیت ٹھیک نہیں' یہ اللہ و رسولؐ کی طرف کم اور دنیا کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں۔

کونسلیں' پلاننگز اور حالاتی مصلحتیں:۔ اسلام کا نظام زندگی دوسرے نظام ہائے زندگی کی مانند نہ کسی کونسل کا محتاج ہے نہ کسی پلاننگ کا' اور نہ ہی اس کے نفاذ کے سلسلے میں کسی دنیوی مصلحت یا حالاتی مصلحت کے لحاظ یا کسی قسم کے اجتہاد کی گنجائش ہے۔ اسلام کے احکام نعمت نزولی' آفاقی اور ابدی ہیں۔

جناب رسول کریمؐ اور خلفائے راشدینؓ نے انہیں ان کی نزولی حیثیت ہی میں نافذ کیا' اسلام کا نظام زندگی الہیاتی اور نعمت ہونے کے باعث اپنے احکام نعمت کے اندر ایسی صفت و برکت رکھتا ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی حالاتی تبدیلیوں کے ہوتے ہوئے

Marfat.com

بھی اپنی مکمل و صحیح شکل میں با آسانی پورا کا پورا نافذ ہو جاتا ہے۔ اس میں ہر قسم کی حالاتی تبدیلیوں کو احاطہ کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ اس کی وسعت ابد تک حالات کی تبدیلی کے ہر پہلو کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہی چیز اس کے الہیاتی اور نعمت ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اسلام کا نظام یا اسلام کا نظام زندگی فطری حیثیت رکھتا ہے' اور فطری حیثیت رکھنے والے نظام کو کونسلوں' پلاننگوں اور ارتقائی مرحلوں کے التوائی بہانوں کے سپرد کرنے کی بات دنیا دارانہ بھی ہے اور غیر موزوں بھی' اسلام کا نظام زندگی اپنی سب ارتقائی منزلیں عہد رسولؐ ہی میں مکمل کر چکا' اس لئے یہ ہر قسم کے ارتقائی سلسلے سے بلند ہے۔

اسلام کو قسطوں میں نافذ کرنے کی بات فریب خوردگی بھی ہے اور فریب دہی بھی' اسلام کا ہر حکم نعمت ایک دوسرے سے اس طرح یکجا ہے جس طرح سورج کی روشنی میں سات رنگ' سورج کی روشنی کے رنگوں میں سے کسی ایک رنگ کو ذرا سا بھی الگ نہیں کیا جا سکتا' اسی طرح اسلام کے احکام نعمت میں سے کسی ایک حکم نعمت کو ذرا سا بھی الگ یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ○

(اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ) (البقرہ: ۲۰۸)

دنیا کے سارے سائنس دان مل کر بھی مختلف قسم کے ملے ہوئے رنگوں کو الگ الگ یا ان کے مرکب میں سے کسی ایک رنگ کو الگ نہیں کر سکتے یا ان کے کسی رنگ میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اسلام کے سارے احکام نعمت اللہ تعالیٰ کے ہیں' اس لئے ایک ہی سطح اور ایک ہی انداز کے رنگ رکھتے ہیں۔

نفاذ اسلام کے سلسلے میں کسی قسم کے ارتقائی مرحلوں کی سوچ جہالت ہے۔ ایک ہی الہیاتی انداز و سطح رکھنے والے احکام نعمت' جو دین کے مکمل ہونے کے ساتھ ہی

Marfat.com

کامل بھی ہو چکے ہیں کا ارتقائی سلسلہ کیا ہو سکتا ہے' ارتقائی سلسلہ انسانی نظاموں کے بارے میں ہو سکتا ہے' ارتقائی سلسلے تجرباتی ہوتے ہیں اور اسلام کے احکام نعمت کا نظام الہیاتی ہونے کے باعث اس چیز سے بلند ہے' ارتقائی سلسلے مصلحت کوشی کے آئینہ دار بھی ہوتے ہیں' احکام نعمت کا نظام مصلحت کوشی کے پہلوؤں سے بھی بے واسطہ ہے۔

الہیاتی و نعمت مکمل ہونے کی صورت میں احکام نعمت کے نفاذ کے لئے کسی تجرباتی عمل' مصلحت سازی یا ارتقائی سلسلے کی ضرورت نہیں' احکام نعمت کے نفاذ کے سلسلے میں خلفائے راشدینؓ کے دور حکومت کی مثال سب کے سامنے ہے' اسلام کا بابرکت الہیاتی فطری نظام با آسانی ہر دور زمانہ میں یکدم نافذ کیا جا سکتا ہے لیکن حاکموں کی نیت ٹھیک نہیں' وہ اپنی "کرسی کی فکر" اور محاسبے کے خوف سے اس کو نافذ نہیں کرتے۔

اسلام کے نظام کی ایک "فطری حیثیت" ہی اس کے من و عن یکدم نافذ ہو جانے کی دلیل بن جاتی ہے۔ موسموں کی تبدیلی اور دن رات کے وقت پر آنے جانے کی حیثیت بھی "فطری" ہے' زمانے کا کوئی دور ہو' حالات اچھے ہوں یا خراب' نہ موسموں کی تبدیلی میں فرق پڑتا ہے نہ دن رات کے آنے جانے میں۔

فطری و غیر فطری دو الگ الگ حیثیتیں ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ --"قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے میں اجتہاد کی ضرورت بڑی اہمیت رکھتی ہے--" وہ موجودہ دور کے غیر فطری معاشرتی اور معاشی و اقتصادی قوانین کو اسلام کے فطری معاشرتی اور معاشی و اقتصادی احکام نعمت سے اپنی انسانی سوچ کے تحت مطابقت دینا چاہتے ہیں' غیر فطری چیز کو فطری چیز یا غیر الہیاتی چیز کو الہیاتی چیز یا بے نعمت چیز کو نعمت چیز (نعمت بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق) کی مثل معیاری نہیں بنایا جا سکتا۔ پیتل کو سونے کی مثل معیاری بنانے کی سوچ بے وقوفی کی دلیل کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔

حاکموں کی نیت ٹھیک ہو تو :- احکام نعمت کی فطری حیثیت کا مقام یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

بیک وقت ہر قسم کے موافق و ناموافق حالات میں اپنی مکمل فطری شکل میں وہاں تک نافذ ہو جاتے ہیں جہاں تک فطرت کا سلسلہ قائم ہے۔ سورج کی حیثیت فطری ہے' دنیا کے ہر قسم کے موافق و ناموافق یا سازگار و ناسازگار حالات و ماحول میں اس کے فطری عمل کی تکمیلیت میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا' اس کی فطری حیثیت مکمل طور سے قائم رہتی ہے۔ حاکموں کی نیت ٹھیک ہو تو کونسلوں' پلاننگوں یا منصوبہ بندیوں کے بغیر احکام نعمت کا نظام پورا کا پورا اپنے صحیح نزولی رنگ میں یکدم نافذ ہو سکتا ہے۔ احکام نعمت (اسلام) کے فطری نظام کی راہ میں دنیوی و حالاتی مصلحتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کا ثبوت "تاریخی کتابوں" سے بھی مل جاتا ہے۔ مثلاً

(i) جناب اسامہ بن زیدؓ کی لشکر کی سالاری کے سلسلے میں جناب ابوبکر صدیقؓ نے "حالاتی مصلحتوں" کا بڑا زبردست مخالفانہ سوال اٹھنے کے باوجود جناب اسامہؓ کو لشکر کی سالاری سے نہیں ہٹایا۔

(ii) منکرین زکوٰۃ کے بارے میں حالاتی مصلحتوں کا سوال سامنے آنے کے باوجود جناب ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کی وصولی میں کسی قسم کی نرمی و رعایت سے کام نہیں لیا۔ (وغیرہ)

نفاذ اسلام کے سلسلے میں ایک ناقابل فہم بات :۔ نفاذ اسلام (نفاذ احکام نعمت) کے بارے میں یہ بات کتنی ناقابل فہم ہے کہ زمین اللہ پاک کی' عزت و ذلت بھی اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں' اور انسان اللہ پاک ہی کی زمین پر اللہ پاک ہی کے حکم نعمت کے مطابق اللہ پاک ہی کے نازل کردہ دین کے احکام نعمت یا اسلام کو نافذ کرنے میں اطاعت رسولؐ و تقلید خلفائے راشدینؓ کے بجائے اپنی انسانی سوچ کے تحت کونسلوں' پلاننگوں یا منصوبہ بندیوں سے کام لینے کی التوائی صورت اختیار کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے' اسلام (احکام نعمت) کے نفاذ کے لئے انسانی سوچ کے مطابق ترتیب ارتقاء کا احساس یا مغرب کے رنگ جدیدیت کا لحاظ انتہائی نحیف و کمزور ایمان کی نشانی ہے' اس قسم کا ایمان ذلت کی آمد کو نہیں روک پاتا' اللہ پاک ہی کے ملک میں اللہ پاک ہی کے

Marfat.com

نازل کردہ اسلام کے احکام نعمت کو کونسلوں' پلاننگوں یا منصوبہ بندیوں کے ذریعے قسطوں میں لگانے کی سوچ غیر فطری بھی ہے' دنیا دارانہ و عاقبت نا اندیشانہ بھی'

لہ ملک السموت والارض ط

(اللہ ہی کے لئے ہے حاکیت آسمانوں اور زمین کی) (الحدید: ۵)

زمانے کے ہر دور کے لئے:- اسلام کے نظام کے مکمل و مستقل و مسلسل فطری نزولی احکام نعمت موجود ہیں تو فطری مسائل و معاملات کے سلسلے میں انسانوں کی اپنی قانونی یا اصولی سوچ کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی- اللہ پاک نے جناب رسول کریمؐ کو ابد تک کے لئے رسول بنایا ہے اس لئے آپؐ کی ابدی نبوت کی مانند احکام نعمت بھی ابدی حیثیت رکھتے ہیں اور جس طرح آپؐ کی نبوت ابد تک کی لئے کامل حیثیت رکھتی ہے اسی طرح احکام نعمت بھی ابد تک کے لئے کامل حیثیت رکھتے ہیں' نہ آپؐ کی نبوت کے سلسلے میں کسی انداز کی جمع یا تفریق یا RETOUCHING سے کام لیا جا سکتا ہے اور نہ آپؐ پر نازل ہونے والے احکام نعمت کے سلسلے میں- اسی لئے زمانے کے ہر دور کے لئے آپؐ کی نبوت بھی ہر رخ سے کامل ہے اور احکام نعمت بھی ہر رخ سے کامل ہیں-

کیا اللہ تعالیٰ قدرت نہیں رکھتا:- جس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی نبوت کو ابد تک کے لئے کاملیت عطا کی ہے' کیا وہ اپنے پسندیدہ دین کے سلسلے میں اپنے احکام نعمت کو ابد تک کے لئے کاملیت کی حیثیت دینے کی قدرت نہیں رکھتا' کیا اللہ تعالیٰ ایسے احکام نعمت نازل نہیں فرما سکتا جو ابد تک زمانے کے ہر عہد میں اپنی کامل حیثیت کو کامل فعال صورت میں برقرار قائم رکھ سکیں-

اسلام کے احکام نعمت میں ابد تک کے لئے زمانے کے ہر دور کے فطری مسئلوں کا پورے طور سے حل موجود نہ ہو تو ابد تک زمانے کے ہر دور کے لئے آپؐ کی اطاعت کامل کا جواز کیسے قائم رہ سکتا ہے-

Marfat.com

مسلمان اور جدیدیت (یا مغرب) پرستی

جدیدیت کی اوٹ میں اپنی مغرب پرستی کو چھپانے والے مسلمان قلمکاروں سے پوچھا جائے کہ

(۱) کیا جناب رسولؐ اور خلفائے راشدینؓ کا دور اسلام کے احکام نعمت کے مطابق اعمال کے سلسلے میں مثالی دور کی حیثیت نہیں رکھتا۔

(۲) کیا مثالی دور کے اعمال مثالی نہیں ہوتے۔

(۳) کیا مثالی دور کو اپنے بعد کے آنے والے ہر دور زمانہ میں اعمال کے لحاظ سے فوقیت و راہنمایانہ حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

(۴) کیا مثالی دور سے اس کے اثر کے زمانے تک کوئی اور دور اچھا ہو سکتا ہے۔

(۵) کیا مثالی دور سے کوئی اور اچھا دور ہو تو مثالی دور کی مثالی حیثیت قائم رہ جاتی ہے۔

(۶) کیا مثالی دور کے اعمال کو قدامت کے زیر اثر آ جانے والے گردانا جا سکتا ہے' جبکہ مثالی دور کا دائرہ کار ابد تک کے لئے ہو۔

(۷) کیا موجودہ دور کے جدیدیت زدہ مسلمان لوگوں کی زندگی سچی فطری آزادی' حقیقی دنیوی عظمت اور سکون قلب سے گزر رہی ہے یا عہد رسولؐ اور خلفائے راشدینؓ کے عہد کے مسلمانوں کی زندگی کو سچی فطری آزادی' حقیقی دنیوی عظمت' اور سکون قلب کے شب و روز حاصل تھے۔

(۸) صرف ایک کتاب (قرآن حکیم) اور اس پر جناب رسول کریمؐ کے عمل

Marfat.com

(سنت) کے مطابق عمل کے دور میں مسلمان پورے طور سے کفار و مشرکین کے ہر قسم کے اثرات سے آزاد تھے یا ہزاروں لاکھوں مذہبی قسم کی الفاظ سازیوں کے سہارے تیار ہونے والی کتب و تحاریر اور بے شمار "صاحبان کرامت پیروں" کے موجودہ دور میں آزاد ہیں۔

موجودہ دور میں مسلمانوں میں جدیدیت پرستی کا رجحان مغرب کی غیر فطری مادی چمک دمک کا پیدا کردہ ہے۔ دنیا کے شہروں میں بے دین غیر اقوام کی مادی چال ڈھال نے بے عمل و کمزور عقیدہ مسلمانوں کے ذہنوں کو اپنی غیر فطری مادی ترقی کی چمک دمک کی جانب کھینچ رکھا ہے۔ قرآن حکیم نے چودہ سو سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ پہلے اس خرابی سے آگاہ کر دیا تھا۔

لا یغرنک تقلب الذین کفر فی البلاد ط متاع قلیل ثم ماواھم جھنم○

(دنیا کے شہروں میں کافروں کی چال ڈھال تجھے دھوکے میں نہ ڈالے' یہ تھوڑا سا سامان زندگی ہے' پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے)۔ (آل عمران :
)

"جدیدیت" کا تعلق زیادہ تر معاشرت سے وابستہ کیا جاتا ہے اور یہ زیادہ تر ان مسلمانوں کے لئے قابل توجہ بنی جو اپنی بے عملی و نااہلی کے سبب طاقتور و حاوی غیر اقوام کی مصنوعی چمک دمک سے متاثر ہوئے' معاشرتی جدیدیت اصل میں کوئی چیز نہیں' یہ برتر و حاوی قوم کے صاحبان اقتدار کو خوش کرنے کے نظریئے سے ان کے رہنے سہنے کے رنگ ڈھنگ کے لئے گنجائش پیدا کرنے کا بہانہ ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں برتر و حاوی غیر اقوام کے زیر اثر چلنے والے مسلمانوں کو اللہ و رسولؐ کے احکام نعمت کے مطابق فطری حیثیت رکھنے والی پاکیزہ و بابرکت معاشرت اپنے ادھورے اسلامی کردار اور مذہبی کم مائیگی و بے عملی کی وجہ سے "قدامت آمیز" دکھائی دے رہی ہے اور اللہ و رسولؐ کو نہ ماننے والی غیر اقوام کی گناہ آلود و بے برکت

Marfat.com

مصنوعی غیر فطری چمک دمک رکھنے والی معاشرت جدیدیت نما ترقی کی علمبردار نظر آتی ہے' (سائنسی و صنعتی ترقی کی بات الگ ہے صحیح سائنسی و صنعتی ترقی فطری معاشرت کو فائدہ پہنچانے والی ہوتی ہے نہ کہ معاشرت کو غیر فطری رنگ میں تبدیل کرنے والی۔)

دنیا میں غیر فطری معاشرتی ترقی حاصل رکھنے والی غیر اقوام کے زیر اثر سانس لینے کے سبب عورتوں کی اسلام کے احکام نعمت کے خلاف بے پردگی و عریانی بھی جدیدیت نواز مسلمانوں کو جائز دکھائی دے رہی ہے اور مردوں کی مانند عورتوں کے بال کٹوانے (BOY CUT) کی غیر فطری و غیر شرعی گناہ آلود حرکت بھی' شرعی شکل و شباہت رکھنے والے بوڑھے والدین کے ساتھ بے پردہ جواں سال بیٹیوں کو بدنوں کے دلاویز خطوط پر فیشن ایبل لباس چپکائے مسلم و غیر مسلم ممالک کے کوچہ و بازار میں عام چلتے پھرتے دیکھا جا سکتا ہے' بوڑھی مسلمان ماں پردے میں اور سجی دھجی فیشن زدہ جواں سال مسلمان بیٹی بے پردہ بازار میں چل رہی ہے۔

قدیم و جدید:۔ "قدامت" کی زد میں موجودہ دور کے مسلمان آتے ہیں' اس لئے کہ موجودہ دور کے مسلمان جناب رسول کریمؐ کے مثالی راہنمایانہ دینی دور سے چودہ سو سالہ قدامت میں ہیں' جس دور میں پیغمبرانہ انقلاب برپا اور الہیاتی آئین (احکام نعمت) نازل ہو' وہ دور مثالی بھی ہوتا ہے اور دین کے عمل دخل کے زمانے کی حد تک راہنمایانہ انداز سے جدیدیت کے رنگ میں حاوی بھی رہتا ہے۔ پہلی چیز کی جگہ دوسری نئی بہتر چیز کے آنے پر پہلی چیز قدامت کی زد میں آتی ہے' جناب رسول کریمؐ کے مثالی راہنمایانہ دینی دور کے احکام نعمت کی حیثیت مکمل و مستقل و مسلسل رنگ میں ابد تک کے لئے ہے' اس لئے ابد تک کے لئے مکمل و مستقل و مسلسل رنگ میں وہ جدید ہی رہیں گے۔ پیغمبرانہ انقلاب کے دور سے دور ہوتے رہنے والے دور ہائے زمانہ قدامت کے درجوں میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ نبوت کے آئینی عمل کے نافذ رہنے کا سلسلہ جہاں تک جاتا ہے وہاں تک احکام نعمت کی حیثیت جدید ہی رہے گی' نبیؐ کے دور سے اچھا اور بابرکت کوئی اور دور نہیں ہو سکتا کسی نزولی حکم نعمت کے عمل کو کوئی دوسرا

Marfat.com

نزولی حکم نعمت ہی روک یا بدل سکتا ہے یا کسی نزولی حکم نعمت کے عمل میں کوئی دوسرا نزولی حکم نعمت ہی کچھ جمع یا تفریق کر سکتا ہے' یا کسی نزولی حکم نعمت کے مطابق کسی دوسرے نزولی حکم نعمت ہی کو بنایا جا سکتا ہے۔

پیغمبرانہ انقلابی دور اور انسانی انقلابی دور:۔ پیغمبرانہ انقلابی دور اور انسانی انقلابی دور میں آئین و عمل کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے' پیغمبرانہ انقلاب انسانوں کو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے فطری یا صحیح انداز زندگی کے صحیح علم و عمل سے آگاہ کرنے کے لئے نبیؑ یا پیغمبرؑ کی راہنمائی میں برپا ہوتا ہے' اور انسانی انقلاب انسانوں کے ایک گروہ کی انسانی سوچ کے مطابق تشکیل دیئے ہوئے اصولوں کے تحت برپا کیا جاتا ہے' انسانی انقلاب صرف حصول دنیا کے لئے لایا جاتا ہے اور پیغمبرانہ انقلاب اللہ و رسولؐ کے احکام نعمت کے نفاذ کے لئے لایا جاتا ہے۔ انسانی انقلاب کا عام طور سے ایک ہی قوم یا ایک ہی ملک سے تعلق ہوتا ہے' لیکن اسلام کے پیغمبرانہ انقلاب کا تعلق پوری دنیا کے انسانوں اور ملکوں سے ہے۔

دنیا میں انسان کو رضائے الٰہی کے حصول ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے' رضائے الٰہی کو حاصل رکھنے والے فاقہ کش غریب انسان کی زندگی اس دولت مند کی زندگی سے ہزار درجہ اچھی ہے جس کو رضائے الٰہی حاصل نہ ہو۔

یہ بات ہر انسان جانتا ہے کہ غلام (عبد) کی زندگی کا مقصد اپنے آقا کو راضی رکھنا ہوتا ہے' آقا راضی نہ ہوا تو آقا کی ناراضگی کے باعث غلام سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ جو درخت پھل کے لئے لگایا جائے اور پھل نہ دے تو اسے ایندھن بنا کر جلایا جاتا ہے۔ اللہ پاک نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نہ کہ دنیا کی پرستش کے لئے۔ انسان اللہ پاک کی عبادت کو اختیار کرنے کے بجائے دنیا کی پرستش کو اپنا لیں تو عذاب کے مستحق کیسے نہیں ہوں گے۔

انسانی آئین کی حیثیت:۔ جو لوگ "قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کی بات" کرتے ہیں' وہ فریب خوردگی کا شکار ہیں' جب اصل مکمل و مستقل و مسلسل

Marfat.com

چیز موجود ہے تو مصنوعی نامکمل و نامستقل و نامسلسل چیز کو اس کے مطابق بنانے کی ضرورت کیوں محسوس کی جاتی ہے' اصل چیز ہی کو کیوں نہ اپنا لیا جائے' قوانین کو اسلامی احکام نعمت کے مطابق بنانے کی بات کرنے سے دنیا پرست لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ احکام نعمت کے نام سے اپنی خواہش کے قوانین کو تیار کر لیا جائے تاکہ دنیا کے شہروں میں کافروں کی چال ڈھال کے مصنوعی اور غیر فطری انداز کو اختیار کرنے میں کسی قسم کی مذہبی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

جب کسی انسانی سوچ سے تشکیل دیئے ہوئے قانون کو کسی حکم نعمت کے مطابق بنایا جائے گا تو انسانی "قانون" کا کچھ نہ کچھ حصہ حکم نعمت کی سطح پر آ جائے گا' اس سے "حکم" کے سلسلے میں انسان کو بھی اختیار حاصل ہو جائے گا' اور یہ چیز قرآن حکیم کے خلاف ہو جائے گی۔

ان الحکم الا للہ ○

(خبردار' حکم کا دینا اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔) (یوسف: ۴۰)

واللہ یحکم لا معقب لحکمہ ○

(اور اللہ حکم دیتا ہے اور اس کے حکم پر نظر ثانی کرنے والا کوئی نہیں۔)

(الرعد: ۴۱)

الا لہ الخلق والا مر ○

(خبردار' تخلیق اور حکم دونوں اللہ ہی کے کام ہیں۔) (الاعراف: ۵۴)

ولا یشرک فی حکمہ احدا ○

(اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔) (الکہف: ۲۶)

یقولون ھل لنا من الا مر من شیئی ط قل ان الا مر کلہ للہ ○

(وہ کہتے ہیں ہمارے اختیار میں بھی کچھ ہے' کہہ اختیار سارا اللہ ہی کا ہے۔)

(آل عمران: ۵۴)

لا مبدل لکلما تہ ○

Marfat.com

(اللہ کے احکام کو بدلنے والا کوئی نہیں۔) (الکہف: ۲۷)

للہ الامر من قبل ومن م بعد ○

(اللہ ہی کا کام ہے حکم دینا پہلے بھی اور بعد بھی۔) (الروم: ۴)

یدبر الامر من السماء الی الارض ○

(زمین سے آسمان تک انتظام وہی کرتا ہے۔) (السجدہ: ۵)

ان اللہ یحکم ما یرید ○

(بے شک اللہ جو حکم چاہتا ہے دیتا ہے۔) (المائدہ: ۱)

قل ان الامر کلہ للہ ○

(کہہ دے حکم کا اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے۔) (آل عمران: ۱۵۴)

"بے شک یہ کتاب تجھ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے' تاکہ تو لوگوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کرے کہ جس طرح اللہ تجھے آگاہ کرے۔)

(النساء: ۱۰۵)

رسالت اور احکام نعمت :۔ اسلام کے احکام نعمت کی حیثیت ابد تک ہر دور زمانہ کے لئے جدید ہے' یہ کبھی قدامت کے دائرے میں داخل نہیں ہو سکتے' یہ جس رسولؐ پر نازل ہوئے ہیں اس رسولؐ کی اطاعت کا سلسلہ ابد تک جاتا ہے' ابد تک رسولؐ کی اطاعت کامل کا سلسلہ قائم ہے تو احکام نعمت کا سلسلہ بھی ابد تک قائم رہنے والا ہے' جس طرح زمانے کے کسی دور میں بھی جناب رسولؐ کے سلسلہء رسالت کو کسی قسم کے حالات میں بھی ناقدانہ نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا' اس طرح جناب رسولؐ پر نازل ہونے والے احکام نعمت کو بھی کسی قسم کے حالات میں ناقدانہ نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

ترقی یافتہ اقوام کا مقابلہ :۔ ترقی یافتہ برتر اقوام کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو صنعتی و سائنسی میدان میں جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ قوانین کو اسلامی

Marfat.com

اصولوں کے مطابق بنانے کے لئے اجتہاد کی' نزولی احکام نعمت کو ترقی یافتہ برتر اقوام کے مادی اصولوں کے برابر رکھ کر ترقی کے حصول کے لئے سوچنا جہالت ہے' اسلام مسلمانوں کو صنعتی و سائنسی ترقی سے نہیں روکتا' لیکن صنعتی و سائنسی ترقی صرف اللہ و رسولؐ کے دین کی سربلندی کے لئے ہو۔

مغربی جدیدیت سے لگن :- کمزور عقیدہ مسلمان لوگوں کی مغربی جدیدیت سے لگن صرف کارہائے جہاں کی درستی کے لئے ہے' ان کو اس بات کی خبر نہیں کہ جب کسی انسان کا اللہ و رسولؐ پر پختہ ایمان ہو جاتا ہے اور وہ اطاعت اللہ و رسولؐ میں عمل کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیوی کاموں کو درست کرنے والا ہو جاتا ہے:

ادعونی استجب لکم ○

(مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔) (المومن:٦٠)

اللہ مولی الذین امنو ○

(اللہ مومنوں کا کارساز ہے۔) (محمد:١١)

وھو معکم این ما کنتم ○

(تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔) (الحدید:٤)

دنیوی برتری :- دنیوی برتری غیر مسلموں کو اس لئے حاصل ہو گئی کہ مسلمانوں نے صحیح طور سے (صحابہ کرامؓ کی مانند) اسلام کے احکام نعمت پر عمل کرنا ترک کر دیا' یہ چیز نہ ہوتی تو مسلمانوں سے دنیوی برتری میں بھی کوئی سبقت نہ لے جا سکتا' اور مسلمانوں کی صنعتی و سائنسی ترقی و برتری عذاب کے بجائے رحمت بنتی۔

احکام نعمت کے اعمال میں دین کے ساتھ دنیوی برتری کی جانب راہنمائی کا پہلو بھی شامل ہے' احکام نعمت پر اطاعت رسولؐ میں صحیح و مکمل انداز میں عمل کیا جاتا تو مسلمان قوم صنعتی و سائنسی ترقی کے سلسلے میں بھی غیر اقوام سے آگے ہوتی۔

اسلام کے احکام نعمت کے نفاذ کا مقصد :- اسلام کے احکام نعمت کے نفاذ کا

Marfat.com

مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ انسانی معاشرہ متوازن ہو اور انسان اس دنیا میں اپنی فانی زندگیوں کو منشائے الٰہی کے مطابق گذاریں اور اس دنیا (عاقبت) کی غیر فانی سچی زندگی کو کامیاب و خوشگوار بنائیں' جن انسانوں نے منشائے الٰہی کے مطابق زندگی گذاری وہ اس دنیا میں بھی سرفراز رہے اور اس دنیا میں بھی سرفرازی ان کا حصہ ہے۔

انسان کی زندگی کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ اس دنیا ہی میں سرفرازی حاصل ہو۔ اس دنیا کی سرفرازی کے بغیر اس دنیا کی انتہائی سرفرازی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

دین و دنیا:۔ دین کے احکام نعمت کو اطاعت رسولؐ میں صحیح و مکمل طور سے عملی رنگ میں اپنانے سے دین کے ساتھ دنیا بھی بن جاتی ہے۔ مسلمانوں نے دور خلفائے راشدینؓ میں احکام نعمت پر جناب رسول کریمؐ کی اطاعت میں صحیح و مکمل طور سے عمل کیا تو دینی عظمت کے ساتھ دنیوی عظمت نے بھی ان کے پاؤں چھوئے۔ دین سے دنیا بھی بن جاتی ہے لیکن دنیا سے دین نہیں بنتا۔

زمانے اور زمانے کے بدلتے رہنے والے حالات کے انداز و نفسیات کی حقیقت کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے' کیا اللہ تعالیٰ اس قسم کے دائمی و مستقل احکام نعمت نہیں بنا سکتا جو زمانے کے بدلتے رہنے والے حالات میں اپنی صحیح نزولی حیثیت ہی میں مکمل طور سے پرکشش انداز میں فعال و متحرک رہیں' کیا اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر نہیں ہے۔

ان اللہ علی کل شی قدیر ○

(بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔) (البقرہ:۱۴۸)

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بہت سی چیزوں کے لئے ایسے احکام نازل فرمائے ہیں' جو زمانے کے ہر تغیر میں اپنی ابتدائی و موجود حیثیت میں قائم و اٹل رہتی ہیں۔

جدید کاری یا تطبیق سازی:۔ اسلام کے احکام نعمت کے سلسلے میں کسی قسم کی جدید کاری یا تطبیق سازی یا *RETOUCHING* کی سوچ الہیاتی مقام و سطح کی حیثیت و

Marfat.com

کیفیت سے نا آشنا ہونے کی دلیل ہے' زمانے کے ہر دور کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ جس کا حل الہیاتی احکام نعمت (قرآن و سنت) کے حلقہ کار میں موجود نہ ہو' اجتہاد پر زور غیر اقوام کی مصنوعی دنیوی چمک دمک سے متاثر اور محنت ہنر مندی اور اسلام میں پورے پورے داخل ہونے سے گریزاں لوگ دیتے ہیں- یہ لوگ غیر اقوام کی سی مصنوعی دنیوی رنگوں میں ڈوبی ہوئی زندگی گذارنا چاہتے ہیں' معاشرتی لحاظ سے بھی' معاشی و اقتصادی لحاظ سے بھی اور سیاسی لحاظ سے بھی-

برصغیر پاک و ہند میں مغرب کی مصنوعی جدیدیت کی خشت اول رکھنے میں سب سے زیادہ حصہ قلمکار سرسید احمد خاں نے لیا' یہ شخص برصغیر میں سب سے پہلے غیر قوم کی مصنوعی دنیوی چال ڈھال کی غیر فطری چمک دمک کے پر فریب حسین خیال کو مسلمانوں کے ذہنوں تک لے جانے کی کوشش کرنے والا ہے-

احکام نعمت میں کسی قسم کی جدید کاری ' تطبیق سازی یا RETOUCHING کا مطلب تو یہ ہے کہ ابد تک کے لئے قرآن و سنت کے احکام نعمت کی حیثیت مکمل و مستقل و مسلسل نہیں ہے- یہ زمانے کے بدلتے رہنے والے حالات (زمانے کی تبدیلیوں) کے ساتھ ساتھ چلنے کے پورے طور سے متحمل نہیں ہیں' ان میں کچھ شامل کرنے یا ملانے کی ضرورت موجود رہتی ہے-

FLEXIBILITY (لچک) :- غیر قوموں کی مادی ترقی کے زیر اثر مادی قسم کی سوچ رکھنے والے مسلمان لوگوں کا یہ کہنا کہ "اسلام کے اصولوں میں لچک ہے" اسلام کے مکمل و مستقل و مسلسل احکام نعمت کے خلاف ایک مادہ پرستانہ سازش ہے' احکام نعمت اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ہیں- ان کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ ہی نے فرمانا ہوتا کہ ان میں لچک رکھ دی گئی ہے تو بات طے ہو جاتی یا جناب رسول کریمؐ نے بھی فرمایا ہوتا کہ احکام نعمت میں لچک رکھی گئی ہے تو بھی مان لیا جاتا کہ اسلام کے احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص) میں لچک (FLEXIBILITY) موجود ہے-

یہ لچک کی بات غیر اقوام کی دنیوی مادی ترقی سے متاثر مادی سوچ رکھنے والے

Marfat.com

مسلمانوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ لباس کے سلسلے میں لچک کا نام لے کر مسنون لباس کی جگہ مغربی لباس یا غیر اقوام کے غیر شرعی اور غیر قومی لباس کو نہیں دی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ اور دور ہائے زمانہ :- آنے جانے والے روز و شب' ماہ و سال اور صدیوں کی گردش کا تعلق انسانوں سے ہے' اللہ تعالیٰ کی نگاہ کے سامنے ازل سے لے کر ابد تک زمانے کے اوقات و تغیرات کا نقشہ تختی کے ایک رخ کی مانند بچھا ہوا ہے۔ احکام نعمت (دین) کو مکمل کرتے وقت بھی زمانے کے ہر دور کے حالات و تغیرات اللہ تعالیٰ کے سامنے تھے۔ احکام نعمت کے نازل کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ میرے نازل کردہ احکام نعمت (احکام وحی عام و وحی خاص) کو زمانے کے کیسے کیسے حالات و تغیرات سے گذرنا پڑے گا۔ اس لئے اس نے احکام نعمت کو **اکملت لکم دینکم** کی حیثیت کے ساتھ نازل کیا تاکہ ان کی حیثیت کامل کو زمانے کے ہر دور کے فطری و غیر فطری حالات و تغیرات میں مکمل و مستقل و مستحکم ہی تسلیم کیا جائے۔ احکام نعمت کو زمانے کے ہر دور میں عہد رسولؐ و عہد خلفائے راشدینؓ کی مانند ان کی نزولی حیثیت ہی میں نافذ کرنا مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم تو ایک طرف رہا اللہ پاک کی تخلیق کردہ مکمل و مستقل و مسلسل حیثیت رکھنے والی چیزیں اپنی ابتدائی مکمل حیثیت میں ہر دور زمانہ میں تازہ (*Fresh*) یا جدید (*Modern*) رہتی ہیں' سورج کی ابتدائی مکمل حیثیت زمانے کے ہر دور میں تازہ اور جدید ہی رہتی ہے اور ابد تک رہے گی' یہ قدامت و کہنگی کا شکار نہیں ہوتی۔ سورج کی روشنی کو قدیم روشنی یا جدید روشنی اور دھوپ کو قدیم دھوپ یا جدید دھوپ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

کسی چیز کی قدامت کا اندازہ عام طور سے تین چیزوں سے لگایا جاتا ہے' ① ایک اس کی خستگی سے' ② دوسری تسلسل عمل کے باعث اس کے کسی پہلو کے ناکارہ ہو جانے سے' ③ تیسری مقابلے میں اس سے بہتر صورت کے پیدا ہو جانے سے' سورج کی ابتدائی مکمل حیثیت ان تینوں چیزوں کی زد سے باہر ہے' اس لئے ابد تک اس کی حیثیت' اور اس کی روشنی یا دھوپ کی حیثیت تازہ و جدید ہی رہے گی۔

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ایک ابتدائی مکمل حیثیت رکھنے والی تخلیقی چیز قدامت یا کہنگی کی زد میں نہیں آتی تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مکمل و مستقل و مسلسل حیثیت رکھنے والے احکام نعمت' جن کا مقام بھی خالقانہ ہے کیسے قدامت یا کہنگی کا شکار ہو سکتے ہیں (ان کی حیثیت بھی ابد تک تازہ و جدید ہی رہے گی- وہ چیز جو تخلیق (خلق) کے درجے میں نہیں آتی' خالقانہ درجہ رکھتی ہو اور اللہ پاک نے اس کے کامل ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہو' وہ زمانے کے ہر دور کے حالات و تغیرات میں تازہ و جدید حیثیت ہی میں رہے گی' خواہ چودہ سو سال کے بجائے چودہ لاکھ سال یا اس سے بھی زیادہ سال گذر جائیں-

دوسرا بہتر حکم نعمت:- دین کے مکمل ہو جانے کے بعد (اکملت لکم دینکم) دین کے کسی حکم نعمت کی جگہ کوئی دوسرا بہتر حکم نعمت نازل نہیں ہوا تو احکام نعمت کے بارے میں کسی انداز کی "قدامت یا کہنگی" کی سوچ بے جا ہے' احکام نعمت کے الہیاتی رنگ و معیار کے مطابق انسان کے تیار کئے ہوئے قوانین و اصول کے رنگ و معیار کو نہیں بنایا جا سکتا' کہاں الہیاتی رنگ و معیار اور کہاں انسانی رنگ و معیار' الہیاتی رنگ و معیار ہمیشہ تازہ و جدید ہی رہتا ہے' اس لئے الہیاتی رنگ و معیار کے احکام نعمت ہمیشہ تازہ و جدید ہی رہیں گے ابد تک-

حکم کا مقام:- "حکم" کا مقام یہ ہے کہ جس کام کے لئے دیا جائے وہ فوراً" ہو جائے بغیر کسی سہارے یا ذریعے کے' اللہ تعالیٰ جس کام کے ہونے کے لئے حکم دیتا ہے وہ بغیر کسی سہارے اور ذریعے کی مدد کے فوراً" ہو جاتا ہے' لیکن انسان کو اپنے "حکم" کے لئے دوسروں کے سہارے اور ذریعے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے- انسان جس کام کے ہونے کے لئے حکم دے گا بغیر کسی سہارے اور ذریعے کی مدد کے کبھی نہیں ہو گا' سہارے یا ذریعے کی مدد کا مرہون منت حکم' حکم کے حقیقی مقام کو نہیں پہنچتا-

○--- "حکم" کی عظمت یہ ہے کہ اسے وہی دے سکتا ہے جو ہر قسم کی محکومیت کی سطح سے بلند ہو' اور اس کو کوئی محکوم نہ بنا سکتا ہو'

Marfat.com

○۔۔ "حکم" وہ دے سکتا ہے جو سب کو حکم دینے کی حیثیت رکھتا ہو اور اسے کوئی حکم نہ دے سکتا ہو' اور وہ کسی دوسرے کے کسی قسم کے حکم کے تابع نہ ہو۔

○۔۔ "حکم" دینے کا تعلق صرف با اختیار و مطلق العنان "معبود" سے ہے' بے اختیار و ماتحت "عبد" سے نہیں' عبد کا حکم تو اپنے بارے میں بھی نہیں چلتا' وہ بیمار ہو جانے پر بیماری کو حکم دے کہ چلی جائے تو وہ نہیں جائے گی جب تک کہ اس کو دور کرنے کے لئے کسی سہارے یا ذریعے کی مدد نہیں لے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی با اختیار و مطلق العنان معبود ہے' وہی ہے جس کا "حکم" فوراً جوابی نتیجہ پیدا کر دیتا ہے' وہی ہے جس کے حکم کو کسی سہارے یا وسیلے یا مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہی ہے جو کسی کا محکوم نہیں' اس کو کوئی حکم نہیں دے سکتا' وہ سب کو حکم دے سکتا ہے' حکم کا دینا اسی کے لئے خاص ہے۔

ان الحکم الا للہ○

(خبردار' حکم دینا اللہ ہی کا کام ہے۔) (یوسف: ۴۰)

الا لہ الخلق و الامر○

(خبردار' تخلیق کرنا بھی اور حکم دینا بھی اللہ ہی کا کام ہے۔) (الاعراف: ۵۴)

اسلام کے احکام نعمت ہیں' اسی لئے ان کے سلسلے میں انسان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان پر عمل کرے نہ کرے' اسلام کے احکام نعمت نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے احکام کا نتیجہ فوراً" پیدا ہو جاتا۔ (احکام نعمت پر عمل نہ کرنے پر سزا ہے)۔

تخلیق یا خلق کا حکم:۔ قرآن حکیم تخلیق یا خلق نہیں' اس لئے اس کے احکام بھی تخلیق یا خلق کے زمرے میں نہیں آتے خالقانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ تخلیق یا خلق حکم الٰہی کی محتاج ہے لیکن خالقانہ احکام کسی قسم کی محتاجی کی زد میں نہیں آتے' انسانوں کا ہر حکم تخلیق یا خلق کا حکم ہونے کے باعث محتاجی کی زد میں آتا ہے۔

Marfat.com

کائنات میں اللہ پاک کے سوا کوئی خالق نہیں' نبیوںؑ یا رسولوںؑ کو بھی اللہ پاک ہی نے تخلیق کیا اور ابلیس کو بھی اللہ پاک ہی نے زندگی عطا کی' نبیوںؑ کو منشائے الٰہی کے مطابق تبلیغ حق کی توفیق بھی اللہ پاک نے مرحمت فرمائی اور ابلیس نے اشاعت گناہ کی چھوٹ بھی اللہ پاک ہی کی طرف سے پائی۔ جناب رسول پاکؐ کی ذات پاک اللہ پاک کی ہستی کے بعد کائنات میں سب سے بڑی ہے' لیکن تخلیق ہونے کے باعث آپؐ کی ذات پاک بھی اللہ پاک کے احکام نعمت کی محتاج و مطیع رہی' آپؐ نے اپنی طرف سے اللہ پاک کے احکام نعمت کے سلسلے میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ یا تشکیل کاری نہیں کی۔ اللہ پاک نے جس حیثیت میں احکام نعمت نازل فرمائے آپؐ نے اسی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ان کو ہدایت الٰہی کے مطابق نافذ کیا اور زمانے کے موافق و ناموافق حالات کو نہیں دیکھا' اور نہ ہی زمانے کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی انداز کی تطبیق سازیوں سے کام لیا' آپؐ نے اپنے متبنی جناب زیدؓ کی مطلقہ بیوی (جناب زینبؓ) سے نکاح کر لیا' اس وقت عرب میں متبنی کو حقیقی بیٹے کی مانند سمجھا جاتا تھا اور متبنی کی مطلقہ بیوی سے شادی کرنا سخت عیب تھا' یہ شادی ماحول و حالات کے مطابق آپؐ کے لئے پریشانی کی وجہ بننے لگی تو یہ حکم نعمت نازل ہوا۔

وتخشی الناس واللہ احق ان تخشہ وما جعل ادعیا کم ابنا کم ○

(اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے' حالانکہ ڈرنا اللہ سے حق رکھتا ہے اور نہیں بنایا تمہارے متبنوں کو تمہارے بیٹے۔) (الاحزاب:۔ ۳۸'۵)

انسانوں کے بنائے ہوئے انسانی قوانین کو حالات یا جدیدیت کا بہانہ بنا کر احکام نعمت کے ساتھ گھسیٹ گھسٹ کر تطبیق دے لینے کی کوشش میں زور لگانا تخلیقیت کو خالقیت کی سطح پر لانے کی کوشش ہے۔

وقت اور انسانی سوچ:۔ وقت کی "کیفیت یا حالات کی تبدیلی" کے ساتھ انسانی سوچ کی پیداوار قوانین میں کسی قسم کے رد و بدل یا RETOUCHING کے امکانات ابھر آتے ہیں اس لئے کہ انسانی سوچ وقت کے تحت کام کرتی ہے' اور وقت تخلیقی چیز ہے'

Marfat.com

احکام نعمت وقت کے تحت کام نہیں کرتے' بلکہ وقت (وقت کے حالات) کو ان کے مطابق بنانا پڑتا ہے یعنی احکام نعمت سے انسانوں کی لائی ہوئی وقت کی غیر فطری تبدیلی کو فطری مرکز کی طرف لانا پڑتا ہے۔

انسانی جدیدیت کا غسل :۔ اسلام کے احکام نعمت کو جدیدیت کا غسل دینے یا انسانی قوانین کے چہروں پر احکام نعمت کا میک اپ (Make Up) کرنے یا الہیات اسلامیہ کی تشکیل جدید کی سوچ رکھنے والوں سے پوچھا جائے کہ

--کیا احکام نعمت زمانے کے ہر دور کے "جدید فطری تقاضوں" کو پورا نہیں کرتے'--- پورا کرتے ہیں تو ان سے متعلق کسی قسم کی تجدیدی سوچ بے معنی ہے-- پورا نہیں کرتے تو اس جدید دور کا وہ کونسا "جدید فطری تقاضا" ہے جس کے سلسلے میں احکام نعمت صحیح فیصلہ مہیا نہیں کرتے'----

تشکیل جدید کی سوچ :۔ نفاذ اسلام کے سلسلے میں کوشش خلفائے راشدینؓ کے عمل نفاذ ہی کی تقلید سے کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے' لیکن تشکیل جدید کی بات کرنے والے لوگ اپنی دنیوی خواہشات اور مادہ پرستانہ سوچ کے دباؤ کے تحت اس کھلی حقیقت سے اغماض برتتے ہیں' صوفیانہ' فلسفیانہ یا جدت رنگ مذہبی قسم کی سوچ سے نفاذ اسلام کی صورت پیدا نہیں کی جا سکتی۔

اسلام کے عمل کے لئے احکام نعمت کی جو حیثیت و صورت ابدی رسولؐ کے عہد رسالت میں تھی' وہی حیثیت و صورت ابد تک زمانے کے ہر دور کے لئے ہے' تشکیل جدید کی بات کرنے والے مسلمان لوگوں کی باتوں سے تو یہ بے جا قسم کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے کہ

(i) احکام نعمت (اسلام) کی حیثیت ابد تک کے لئے نہ مکمل ہے نہ مستقل ہے اور نہ مسلسل (ابدی) ہے۔

(ii) احکام نعمت میں زمانے کے آتے رہنے والے "جدید دوروں" کے معاشرتی اور معاشی و اقتصادی مسائل کو وقت کے تقاضوں کے مطابق حل

Marfat.com

کرنے کی پوری اہلیت و وسعت موجود نہیں ہے' ان کی عمل کے لئے کامل حیثیت و اہمیت صرف عہد رسولؐ اور عہد خلفائے راشدینؓ تک ہی محدود ہے۔

(iii) اللہ تعالیٰ نے احکام نعمت کو زمانے کے بدلتے رہنے والے حالات کے مطابق نازل نہیں کیا۔

(iv) حقیر (گندے قطرے اور گندی خوراک سے وجود پانے والی) تخلیق (انسان) پاک خالق (اللہ تعالیٰ) کے ابدی احکام نعمت کی عہد جدید میں پورے طور سے عمل کے قابل نہ رہنے والی صورت (پرانی صورت) کو اپنی محدود و کم مایہ انسانی سوچ سے تشکیل جدید دینے کی خالقانہ حیثیت بھی رکھتی ہے۔

اسلام میں ہر عمل :- اسلام میں کوئی عمل اس وقت تک کسی حیثیت و اہمیت کا حامل نہیں بنتا جب تک کہ اسے جناب رسولؐ کے ذاتی عمل کی تقلید کامل کا درجہ حاصل نہ ہو' اجتہاد کی اسی لئے حیثیت و اہمیت نہیں بنتی کہ اس کے قوانین کے اعمال کو جناب رسولؐ کے ذاتی اعمال کی تقلید کامل کا درجہ و اعزاز حاصل نہیں ہوتا' جن قوانین پر جناب رسولؐ نے عمل نہ کیا ہو ان کو غیر مسنون ہونے کے باعث اسلام میں حیثیت و اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

ii70912

Marfat.com

اقبال اور اجتہاد

اقبال نے "انگریزی لیکچروں" میں جس کا ترجمہ سید نذیر نیازی نے کیا ہے "اجتہاد" سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

--اسلام کی ہیئت ترکیبی میں وہ کونسا عنصر ہے جو اس کے اندر حرکت و تغیر قائم رکھتا ہے' اس کا جواب ہے "اجتہاد"--- لغوی اعتبار سے تو اجتہاد کے معنی کوشش کرنا ہیں' لیکن فقہ اسلامی کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے وہ کوشش جو کسی قانونی مسئلے میں آزادانہ رائے قائم کرنے کے لئے کی جائے' اور جس کی بنیاد جیسا کہ میں سمجھتا ہوں شاید قرآن حکیم کی اس آیت---- **الذی جاھد و فینا لنھد نیھم مبلنا** --- پر ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے اس کا مطلب اور زیادہ وضاحت سے متعین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل مقرر کیا تو فرمایا---

معاملات کا فیصلہ کیسے کرو گے---- حضرت معاذؓ نے جواب دیا۔ کتاب اللہ (قرآن حکیم) کے مطابق---- آپؐ نے فرمایا---- کتاب اللہ نے ان میں تمہاری راہنمائی نہ کی تو پھر-- حضرت معاذؓ نے جواب دیا-- پھر اللہ کے رسولؐ کی سنت کے مطابق-- آپؐ نے فرمایا-- اگر سنت بھی ناکافی ٹھہری تو-- اس پر حضرت معاذؓ نے جواب دیا-- پھر میں خود ہی کوئی رائے قائم کروں گا...... یوں بھی جن حضرات نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے خوب جانتے ہیں کہ فتوحات میں اضافے کے ساتھ ساتھ قانون میں باقاعدہ غور و فکر

Marfat.com

کرنا ناگزیر ہو گیا تھا' انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ فقہائے متقدمین نے خواہ وہ عرب ہوں یا عجم' اس سلسلے میں جس محنت اور عرق ریزی سے کام لیا اس کے نتائج بالآخر ہمارے چار مشہور مذاہب فقہ کی تدوین میں ظاہر ہوئے۔ ان مذاہب کے نزدیک اجتہاد کے تین درجے ہیں (ا) تشریع یا قانون سازی میں مکمل آزادی' (باقی کے دو درجے نہیں لکھے گئے اس لئے کہ اقبال نے صرف ایک ہی پہلے درجے کو اپنی بحث اجتہاد کا موضوع بنایا ہے' دوسرے دو درجوں کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔)

(تشکیل جدید الہیات اسلامیہ)

اقبال کے انگریزی زبان میں تحریر کئے ہوئے لیکچرز کو دیکھ کر یہ سوچ ابھرتی ہے کہ یہ لیکچرز انہوں نے کن لوگوں کے لئے لکھے ہیں' اتنی مشکل فلسفیانہ انگریزی زبان تو انگریزی دان طبقہ کے لوگوں کی ایک انتہائی بڑی تعداد کی سمجھ میں بھی کم آتی ہے۔ ایک عام پڑھے لکھے انسان کا تو ذکر ہی کیا' ایسا لگتا ہے کہ یہ لیکچرز اقبال نے ان چند خاص قسم کے انگریزی دان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جن کو وہ کسی خاص وجہ سے متاثر کرنا چاہتے تھے۔

○ نعمت مکمل اسلام کے سلسلے میں کسی قسم کی انسانی سخنورانہ تراکیب و فلسفیانہ موشگافیوں سے بات کرنا اس کی حیثیت سے بے آگاہی ہے۔ اسلام کے بارے میں ھیئت ترکیبی (یا ھیئت اصلیہ اور ھیئت کذائیہ) کا استعمال بھی دنیوی رنگ میں اپنی "علمیت" کو ظاہر کرنا ہے۔ اسلام کے بارے میں اس انداز بیان سے نہ کبھی رسول کریمؐ نے بات کی نہ خلفائے راشدینؓ نے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے' آپؐ نے اسلام کے سلسلے میں رضائے الٰہی کے مطابق عمل سے تشریح کے علاوہ اور کسی انداز بیان کے ساتھ تشریح نہیں کی' ان ہیچ کے احکام نعمت (آیات قرآنی) کے بعد اسلام کے بارے میں کسی ھیئت ترکیبی (یا ھیئت اصلیہ اور ھیئت کذائیہ) یا اور کسی انداز تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

Marfat.com

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ○

(ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا' تاکہ تو لوگوں کے سامنے اس چیز کی وضاحت کر دے جو ان کی نازل کی گئی ہے۔)

(النحل : ۴۴)

وینطق عن الھوی ج ان ھو الا وحی یوحی ○

(اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے بات نہیں کرتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔)

(النجم : ۳'۴)

ولقد جئنھم بکتب فصلنہ علی علم ھدی و رحمتہ لقوم یومنون ○

(بے شک ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لائے ہیں جس کو ہم نے علمی رنگ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے' اور مفصل بیان کیا ہے۔)

(الاعراف : ۵۲)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ ○

(تمہارے لئے رسول اللہ کی پیروی میں کامل اسوہ ہے۔)

(الاحزاب : ۲۱)

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ○

(پس قسم ہے تیرے رب کی یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام معاملات میں تجھے حکم نہ بنائیں۔)

(النساء : ٦۵)

اجتہاد کا مقام و معیار انسانی ہے اور احکام نعمت کا مقام و معیار نزولی و الہیاتی ہے' انسانی چیز کے انسانی معیار و مقام کا نزولی و الہیاتی مقام و معیار سے کیا تعلق۔۔

○ اقبال کا یہ کہنا کہ ۔۔ اسلام کے اندر اجتہاد حرکت و تغیر قائم رکھتا ہے۔۔

Marfat.com

اسلام کی فطری متحرک حیثیت سے بے خبری ہے' اسلام تو نام ہی عمل پیہم یا حرکت مسلسل پر آمادہ رکھنے والی ہدایت کا ہے' ہدایت اسلام کے اندر حرکت مسلسل یا عمل پیہم کو قائم رکھتی ہے' اور ہدایت کا سلسلہ ابد تک ہے' اسلام انسان کے دل میں ہر وقت یاد الٰہی کے عمل کو قائم رکھتا ہے' اس عمل سے انسان کا سونا بھی حرکت میں شمار ہونے لگتا ہے۔

○ اقبال نے اسلام میں "تغیر" کے قائم رکھنے کی بات کی ہے اس بات کی سوچ غیر موزوں ہے' اسلام فطری حیثیت میں کامل ہے (اکملت لکم دینکم) اور فطری کاملیت کے لئے کسی قسم کے تغیر کا سوال پیدا نہیں ہوتا' سورج تخلیق ہے لیکن فطری طور پر کامل ہے' اس کے وجود کے لئے کسی طرح کے تغیر کی سوچ بے وقوفی ہے۔

○ احکام نعمت پر اطاعت رسولؐ میں عمل مسلمانوں کو ہر لمحہ حرکت میں رکھتا ہے اور حرکت بھی بابرکت۔

○ "اسلامی فقہ" کے مطابق اجتہاد کا مطلب یہ نہیں جو اقبال نے لیا ہے کہ۔۔ "وہ کوشش جو کسی قانونی مسئلے میں آزاد رائے قائم کرنے کے لئے کی جائے"۔۔ "فقیہوں" کے نزدیک اجتہاد انسان کی وہ قانونی رائے ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں انتہائی احتیاط سے قائم کی جاتی ہے۔

○ اقبال کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ قرآن حکیم کی یہ نیچے کی آیت اجتہاد کے ضمن میں آزادانہ قانونی رائے قائم کرنے کے بارے میں ہے۔

○ **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے واسطے اپنے نفس امارہ اور شیطان سے اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت پر چل کر جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ وہ ان کو اپنی راہوں (انعام کی راہوں) کی طرف ہدایت عطا فرما دیتا ہے (ہدایت توفیق کے معنی میں ہے)۔ اس آیت سے پہلے کی آیت نمبر ۶۸ کے مفہوم کو بھی سامنے رکھیں تو دونوں آیتوں کے مفہوم

Marfat.com

سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ بات "آزادانہ رائے" قائم کرنے کے بارے میں نہیں ہے۔

پھر اس آیت کے سلسلے میں اقبال کا "شاید" کے لفظ کو استعمال کرنا بات کو اندازے (Guess) کی حیثیت دے دیتا ہے' اور قرآن مجید کی آیات (احکام نعمت) کے بارے میں اندازۂ انسانی سے بات نہیں کی جا سکتی' قرآن حکیم کی ہر آیت یا حکم نعمت یقین کامل کا تقاضا کرتی ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسلام کو "نعمت" بھی بتایا ہے اور "مکمل" بھی فرمایا ہے' یعنی اسلام کو نعمت مکمل کا درجہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مکمل کہنے اور انسان کے مکمل کہنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے' اللہ تعالیٰ کے مکمل کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تکملیت اپنے اندر ہر وہ خوبی پورے طور سے رکھتی ہے جس کا کسی بھی پہلو سے اس سے تعلق ہو سکتا ہے اور وہ تکملیت حیثیت مسلسل کی مالک بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں کوئی انسان کسی قسم کا کوئی اختیار استعمال نہیں کر سکتا۔

○ انسان "نعمت" کا محتاج ہے۔ اس لئے وہ کسی حیثیت میں بھی نعمت کا خالق نہیں ہو سکتا' کسی حکم نعمت کے بارے میں انسانی سوچ کے مطابق اختیار استعمال کرنا انسانی حیثیت کی حد سے تجاوز کرنا ہے۔

○ دین "اسلام" کے احکام اللہ تعالیٰ کے ایسے احکام نعمت ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کے فرمان کے مطابق نعمت کامل بھی ہیں اور ابدی بھی' یہ کسی حکم نعمت کی شان نہیں کہ زمانے کے کسی دور میں اپنی کامل حیثیت مسلسل کو کھو دے' کسی حکم نعمت کی ابدیت کا تسلسل اس وقت ٹوٹتا ہے جب اللہ تعالیٰ ہی اس کی جگہ کوئی دوسرا حکم نعمت نازل فرما دے' (دین مکمل ہو چکا ہے' اور نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا' اب کسی دوسرے حکم نعمت کے نازل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔)

○ اقبال نے اجتہاد کے سلسلے میں جناب معاذؓ والی حدیث کا حوالہ دیا ہے' یہ حدیث مردود ہے' اس سلسلے میں ذکر آگے آئے گا۔

Marfat.com

○ اقبال نے "فقہا کے مذاہب" کے مطابق اجتہاد کے تین درجے بتا کر اپنی اجتہاد کی گفتگو کو صرف ایک ہی درجے تک محدود رکھا ہے اور وہ ایک ہی درجہ یہ ہے۔

--"تشریح یا قانون میں مکمل آزادی ہے--" (اقبال)

اقبال نے یہ ایک ہی درجہ اس لئے اپنایا کہ اس سے ان کا مقصد صرف اپنی بات کو تقویت پہنچانا تھا اجتہاد پر پورے طور سے بات کرنا ان کا مقصد نہ تھا' ان کا اجتہاد پر پورے طور سے بحث کرنا مقصد ہوتا تو دوسرے دو درجوں کو بھی اپنی اجتہاد کی بحث میں شامل کرتے' یہ بات اقبال نے نہ جانے کیسے فرض کر لی کہ اسلام میں تشریح یا قانون سازی (حکم) کی مکمل آزادی ہے' حالانکہ قرآن حکیم میں یہ واضح ارشاد موجود ہے کہ "قانون سازی" (حکم) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں ہے۔

ان الحکم الا للہ○

(خبردار' حکم اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں ہے۔) (یوسف: ۵۴)

الا لہ الخلق والامر○

(خبردار' تخلیق اور حکم اللہ ہی کے کام ہیں۔) (الاعراف: ۵۴)

انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارلک اللہ○

(بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب (قرآن مجید) حق کے ساتھ نازل کی ہے' تاکہ تو اس طرح فیصلہ کرے جیسے کہ اللہ تجھے آگاہ کرے)۔

(الاعراف: ۱۸۵)

○ یہ بات بھی اقبال کا ذاتی خیال ہے کہ --"فتوحات میں اضافے کے ساتھ ساتھ قانون میں باقاعدہ غور و فکر کرنا ناگزیر ہو گیا تھا--" انتہائی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والے جابر و قاتل بادشاہوں کو "اسلامی قوانین" سے کیا تعلق' ان کے دور بادشاہت میں فتوحات اسلام کے لئے نہیں کی گئی بلکہ غیر قانونی بادشاہوں کی غیر قانونی حکومت کی حدود کی توسیع اور غیر قانونی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے کی گئی' قانون

Marfat.com

شکنی کرنے والوں کو قانون سے کیا واسطہ۔ فتوحات میں جس قدر حیرت انگیز تیزی و کثرت کے ساتھ اضافہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں ہوا کسی اور دور میں نہیں ہوا' لیکن اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت ہی کے تحت عمل ہوتا رہا' ذرہ بھر بھی ادھر ادھر قدم نہیں اٹھایا گیا نہ اٹھنے دیا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے "احادیث" تک کو سپرد قلم نہیں کیا کہ کہیں کوئی حرف یا لفظ ایسا نہ لکھ ہو جائے جو جناب رسولؐ نے ارشاد نہ فرمایا ہو۔

فقہ اسلامی کی اصطلاح:۔ یہ "فقہ اسلامی" کی اصطلاح نہ اللہ تعالیٰ کی ہے نہ جناب رسولؐ کی۔ یہ "عجمی فقیہوں" کی طرف سے تشکیل دی ہوئی ہے' فقہ کے چاروں مذاہب کی گروہ بندیاں بھی عجمی فقیہوں کا انسانی حیثیت رکھنے والا کام ہے' کیا ایک شخص صرف قرآن و سنت کے مطابق عمل کرکے ہی اپنی مسلمانیت کو قائم نہیں رکھ سکتا' مقلد اور غیر مقلد کا جھگڑا بھی اسلامی فقیہوں ہی کا پیدا کردہ ہے۔

مشہور مذاہب فقہ بنو امیہ و بنو عباس کے بادشاہوں کے دور میں وجود پذیر ہوئے' خلفائے راشدینؓ کے فتوحات کے سب سے بڑے دور میں کسی ایک فقہی مذھب کا بھی سراغ نہیں ملتا۔

بنو امیہ و بنو عباس کے بادشاہوں کا دور حکومت حکومت الہیہ کا دور نہ تھا' دنیا و جاہ پرست عیاش بادشاہوں کا دور حکومت تھا' اس دور میں فقہی مذاھب کا وجود میں لایا جانا بادشاہوں کے تاج و تخت کو استحکام دینے کا باعث بھی بنا' فقہی مذاھب کے اختلافات سے عمل کے مختلف انداز پیدا ہوئے اور مسلمانوں کی یک جہتی عمل متاثر ہوئی اور بڑھتے بڑھتے یہ عمل کے اختلافات کا سلسلہ مستقل گروہوں کی شکل اختیار کر گیا۔

ایک سوچنے کی بات:۔ یہ بات سوچنے کی ہے کہ مسلمانوں میں خلاف اسلام جتنی نئی نئی باتیں (بدعتیں) اور انتشار کی نئی نئی شکلیں پختہ حیثیتوں میں سامنے ہیں ان میں سے زیادہ تر کا تعلق بنو امیہ و بنو عباس کے دور شاہی اور برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دور شاہی سے ہے۔

Marfat.com

ہے۔ یہ حوالہ مصدقہ حیثیت نہیں رکھتا' اس لئے کہ تاریخ اسلام کا ایک بیشتر حصہ غیر معتبر ہے' دوسرے سب سے پہلے تاریخ اسلام کے لکھنے والے لوگوں کی اپنی حیثیت بھی معتبر نہ تھیں' وہ جانب دارانہ حیثیت رکھتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ واقعات کے برپا ہونے وقت موجود نہ تھے۔

Marfat.com

اجتہاد کے سلسلے میں
جناب معاذؓ بن جبل
سے منسوب

مردود حدیث

اجتہاد کے سلسلے میں جناب معاذؓ سے منسوب حدیث کو بنیادی اہمیت و حیثیت حاصل ہے۔ جناب معاذؓ کا بارگاہ رسولؐ میں یہ کہنا کہ یمن کا قاضی بننے کے بعد کسی مسئلے کے فیصلے کے بارے میں قرآن و سنت سے راہنمائی نہ ملی تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا موزوں دکھائی نہیں دیتا' یہ بات انہوں نے ایسے وقت میں کہی جبکہ ابھی قرآن حکیم کا نزول جاری تھا اور جناب رسولؐ کی ذات مبارک بھی دنیا میں موجود تھی اور سنت کا سلسلہ بھی تکمیل پا رہا تھا۔ جناب معاذؓ کی یہ بات اس وقت موزوں ہو سکتی جبکہ قرآن و سنت دونوں کی تکمیل ہو چکی ہوتی اور جناب رسولؐ کی ذات مبارک اس دنیا میں موجود نہ ہوتی' کیا اس وقت جناب معاذؓ کا یہ کہنا موزوں نہ ہوتا کہ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسئلے کا فیصلہ کرنے میں موجود قرآن و سنت سے راہنمائی نہ ملی تو پھر میں آنجنابؐ کی طرف رجوع کرونگا۔

جناب معاذؓ کا کوئی فیصلہ نبوت کے معیار و منشاء کے خلاف بھی ہو سکتا تھا' کئی صحابہ کرامؓ کے فیصلوں کی نبوت کے معیار و منشاء کے خلاف ہونے کی صورتیں موجود ہیں۔

(i) جنگ بدر کے اسیران کفار کے بارے میں جناب ابوبکر صدیقؓ کا فدیہ لے

Marfat.com

کر اسیروں کو رہا کر دینے کا فیصلہ مانا گیا اور جناب عمر فاروقؓ سمیت کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے فیصلے آپؐ نے منظور نہیں فرمائے۔

(ii) ۲ ھ میں جناب رسولؐ کے معیار و منشاء کے خلاف ایک صحابی عبداللہ بن جحشؓ قریش کے قافلے پر جو شام سے مال تجارت لے کر آ رہا تھا حملہ کرکے اہل قافلہ کے عمر بن الحضرمی کو قتل کرنے کے بعد مال غنیمت سمیت جناب رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے مال غنیمت قبول فرمانے سے انکار فرمایا اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے جناب عبداللہ بن جحشؓ سے فرمایا کہ میںؐ نے تم کو اس بات کی اجازت تو نہیں دی تھی۔

سنن ابو داؤد کی یہ نیچے کی جناب معاذؓ بن جبل سے منسوب حدیث "مردود حدیث" کا درجہ رکھتی ہے۔

حدثنا حفص بن عمر عن شعبته عن ابی عون عن حارث بن عمرو بن اخی المغیرة بن شعبته عن اناس من اھل حمص من اصحاب معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد ان یبعث معاذ الے یمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضنے بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی کتاب اللہ قال اجتہد برائے ولا الو فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ فقال الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما یرضی رسول اللہ۔

(ابوداؤد' جلد ثانی' صفحہ ۱۴۹' کتاب القضاء)

(ا) اس حدیث کے راویوں کی پہلی کڑی غیر معلوم راویوں (غیر معلوم تبعی راویوں) کی ہے' صحابی کے بعد راویوں کی پہلی کڑی کا سلسلہ حدیث میں اس طرح سے ہے۔

Marfat.com

......اناس من اہل حمص من اصحاب معاذ بن جبلؓ......

(حمص کے رہنے والے معاذ بن جبلؓ کے اصحاب میں سے لوگوں کے روایت ہے۔) (ابوداؤد)

یہ جناب معاذ بن جبلؓ سے روایت کرنے والے راوی لوگ "اناس" کون تھے' ان کے معیارات کردار کیسے تھے اور یہ کس عقیدے سے تعلق رکھتے تھے' ان باتوں کا کہیں سے پتہ نہیں ملتا' اس طرح یہ حدیث پہلے قدم پر ہی مشکوک و مردود حدیث کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

(ب) معاذ بن جبلؓ مشہور صاحب علم صحابی رسولؐ تھے کیا ان کے شاگردوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس کا نام لیا جا سکتا یا ان کے اصحاب میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس کا نام لیا جا سکتا۔

(ج) اس حدیث کا ایک اور راوی حارث بن عمرو بھی مجہول الحال ہے۔ حدیث میں ایک ہی راوی مجہول الحال ہو تو وہ مردود حدیث کے درجے میں آ جاتی ہے۔ اس حدیث میں تو راویوں کا سلسلہ دو جگہوں پر مجہول الحال کیفیت کی صورت رکھتا ہے' ایک جگہ پر "عام راوی" مجہول الحال ہے اور دوسری جگہ پر "تابعی راوی لوگ" مجہول الحال ہیں۔ ("تابعی راوی" صحابی سے روایت کرنے والا ہوتا ہے۔) اس طرح یہ منقطع و معضل حیثیت رکھنے والی مردود حدیث ہے۔

(د) اس ساقط الاعتبار حدیث کے دو راوی (۱) الحارث بن عمرو (۲) اناس--- مشکوک ہیں' محدث مسلم نے اپنی کتاب "صحیح مسلم" کے مقدمہ میں اقوال سے ثابت کیا ہے کہ اگر کسی راوی سے متعلق ذرا سا بھی شبہ ہو تو اس کی حدیث قبول نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث کے فن سے تعلق رکھنے والے دوسرے ماہرین بھی یہی خیال رکھتے ہیں۔

(ر) اس حدیث کا اصل حصہ ترکیب مفہوم کے لحاظ سے بھی موضوع دکھائی دیتی ہے۔ حدیث میں جناب معاذ بن جبلؓ کے الفاظ یہ ہیں۔

Marfat.com

"میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔"

اسلام کے احکام کے سلسلے میں رائے اللہ تعالیٰ ہی کی اہمیت رکھتی ہے' اور کسی کی رائے کوئی اہمیت نہیں رکھتی ' جناب معاذؓ کے الفاظ "اجتھد برائی" سے مفہوم "اجتہاد سے رائے قائم کرنا" نہیں نکلتا بلکہ "اپنی رائے سے اجتہاد کرنا" نکلتا ہے۔ اللہ و رسولؐ کے احکام نعمت کی روشنی میں انسانی رائے کی حیثیت کو قائم کرنا اور بات ہے اور انسانی رائے کی روشنی میں اللہ و رسولؐ کے احکام نعمت کی روشنی کی حیثیت کو قائم کرنا اور بات ہے' "اجتہاد" کی جتنی بھی تصریحات کی گئی ہیں ان سب میں یہ کہا گیا ہے کہ "قرآن و سنت کی روشنی میں انسانی سوچ سے کوئی قانون تیار کرنا"۔ لیکن اس حدیث کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا' اس میں جناب معاذؓ کی رائے کو مقدم حیثیت حاصل ہے۔

(س) جناب معاذؓ بن جبل کے قاضی مقرر کئے جانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا یہ واقعہ روئے زمین پر قائم ہونے والی پہلی آئینی اسلامی ریاست کی پہلی آئینی باقاعدہ عدالت (STATE COURT) کے لئے پہلے باقاعدہ منصف (JUDGE) کے تقرر کے سلسلے میں پہلے آئینی اسلامی سربراہ ریاست کی طرف سے پہلا حکم تھا' یہ بات کتنی ساقط الاعتبار ہے کہ اتنے بڑے واقعے کو کسی اور صحابی رسولؐ نے بیان نہیں کیا' بیان کیا تو جناب معاذؓ نے اپنے آپ ہی بیان کیا' اور وہ بھی غیر معلوم لوگوں سے' اس واقعہ کو تو سینکڑوں بیان کرنے والے ہوتے اور اس واقعہ کا علم تو عام ہونا چاہئے تھا یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔

(ش) جناب رسولؐ کے عہد میں اسلامی ریاست (حکومت الہیہ) کو صوبوں کی سی صورت میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

یمن' نجران' مکہ' حضرت الموت' عمان' تہامہ اور بحرین (وغیرہ)

ان سب علاقوں (صوبوں) میں قاضی مقرر کئے گئے ہوں گے' سوال پیدا ہوتا ہے کہ یمن میں مقرر کئے گئے قاضی سے تو فیصلوں کے بارے میں جناب رسولؐ کے

Marfat.com

سوالات موجود ہیں لیکن دوسرے صوبوں (علاقوں) میں فیصلوں کے لئے کسی ایک قاضی کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

(ص) اس حدیث کا انداز بیان مصنوعی لگتا ہے' صحیح انداز بیان کے مطابق اس حدیث کو جناب معاذؓ کے خود بیان کرنے کے بجائے کسی اور کو بیان کرنا چاہئے تھا۔

(ط) جناب معاذؓ کا غیر معلوم وجہ کی بناء پر غیر معلوم اصحاب سے فیصلوں کی تکنیک کا ذکر کرنا موزوں نہیں لگتا' انہوں نے "اصحاب" سے یہ بات کس لئے بیان کی کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدۂ قضا کے سلسلے میں ان کی یہ یہ باتیں ہوئیں' فیصلوں کی تکنیک کے بتانے کی ضرورت کیوں پیش آئی' غیر معلوم اصحاب سے فیصلوں کی تکنیک کا بیان کرنا بھی حدیث کو مشکوک بنا دیتا ہے' عام غیر متعلقہ لوگوں سے عدالت کے کسی جج (قاضی) کا قانونی و عدالتی تفصیلات و تراکیب کا بیان کرنا معقول معنی نہیں رکھتا۔

(ظ) عجمی محدث ابوداؤد سے پہلے اس جناب معاذؓ سے منسوب حدیث کو کسی اور محدث نے بیان نہیں کیا' عمر بن عبدالعزیز کے جمع احادیث کے افتتاحی دور (۹۹ھ) سے لے کر (۱۷۹ھ / ۱۸۱ھ) تک کے محدثوں میں سے کسی نے اس حدیث کو بیان نہیں کیا' ان محدثوں میں عرب کے علاقوں کے علاوہ خاص مکہ اور مدینہ کے محدثین بھی شامل ہیں۔

(۱) مکہ میں ابن جریج (متوفی ۱۵۰ھ)

(۲) مدینہ میں محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) اور
مالک بن انس (متوفی ۱۷۹ھ)

(۳) بصرہ میں ربیع بن صبیح (متوفی ۱۶۰ھ) اور سعید بن عروبہ (متوفی ۱۵۶ھ) اور حماد بن مسلمہ (متوفی ۱۷۶ھ)

(۴) یمن میں معمر (متوفی ۱۵۳ھ)

(۵) کوفہ میں سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ)

Marfat.com

(۶) شام میں اوزاعی (متوفی ۱۵۶ھ)

(۷) مصر میں لیث بن سعد (متوفی ۱۷۵ھ)

(۸) خراسان میں عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ)

(ع) اس مردود حدیث کے بارے میں صحاح ستہ کے دوسرے محدثین کی رائیں یہ ہیں۔

○ حارث بن عمرو کی حدیث صحیح نہیں ہے' اور نہ ہی اس کو پہچانا جاتا ہے۔

(بخاری)

○ یہ حدیث باطل ہے۔ (جوزقانی' موضوعات)

○ حارث بن عمرو مجہول ہے۔ (ذہبی' میزان)

○ حارث بن عمرو مجہول الحال ہے۔ (حافظ جمال الدین مزی)

○ میں نے اس حدیث کے متعلق مسانید کبار و صغار میں تلاش کیا اور باقی کے اہل علم سے بھی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو میں نے اس طریقہ کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں پایا' یہ حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصول شریعت میں معاذ بن جبلؓ کے اصحاب جو اہل حمص میں سے ہیں جیسی سند کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاتا۔

(جوزقانی' موضوعات)

○ فقہاء اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لاتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں...... اگر فقہاء ابو داؤد کی اس حدیث کے طریق کے علاوہ کوئی اور طریق ثابت کر دیں تو ہم اس کی طرف رجوع کریں گے' لیکن وہ ابو داؤد کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے اس حدیث کو ثابت نہیں کر سکیں گے...... ترمذی کے نزدیک بھی ابوداؤد کے طریق کے علاوہ اس حدیث کے سلسلے میں کوئی اور طریق نہیں پایا جاتا۔

Marfat.com

(جوزقانی' موضوعات)

محدثین کے تیار کردہ فن حدیث کے اصول درایت کے مطابق یہ حدیث منقطع و معضل (مردود) ہے' یہ حدیث غیر متصل ہے' اسناد کے لحاظ سے اس حدیث کی انتہائی جانب سے روایت کرنے والے لوگ بھی نامعلوم (مجہول الحال) ہیں اور ان کے آگے بیان کرنے والا ایک راوی بھی مجہول الحال ہے' محدث مسلم کے مطابق "وہ حدیث جو متصل نہ ہو وہ صحیح کا درجہ نہیں رکھتی اور وہ حدیث بھی صحیح نہیں ہوتی جس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق نہ ہو۔"

یہ بات امکان سے باہر نہیں:۔ یہ بات امکان سے باہر نہیں کہ جناب معاذؓ سے روایت کرنے والے نامعلوم و مجہول راوی لوگ (اصحاب و اناس) کسی رخ سے اسلام سے مخاصمت رکھنے والے ہوں اور انہوں نے اسلام کے قرآن و سنت کے مطابق اعمال میں انتشار ڈالنے کے لئے یہ روایت کی ہو۔

ابوداؤد کو احکام نعمت سے تعلق رکھنے والی اس حدیث کو انتہائی چھان بین سے لینا چاہئے تھا' اسلام کا سارا نظام احکام نعمت کے محور پر گھومتا ہے۔

Marfat.com

تکمیل دین' جزئیات اور اجتہاد

دنیا پرست مسلمانوں کی طرف سے دین اور دین کے بارے میں احکام نعمت کے مکمل ہو جانے کے بعد جزئیات کی بات کرکے اجتہاد کے لئے جواز پیدا کرنے کی کوشش ایک جاہلانہ کوشش میں ایک جاہل قلمکار نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

"--تکمیل دین سے مراد صرف اس قدر ہے کہ زندگی کے عامتہ الورود مسائل کا حل اس میں موجود ہے' اور ان تمام تقاضوں کا جواب اس نے باحسن دیا ہے۔ جو اصولی اور سیاسی ہیں' رہا جزئیات کا معاملہ تو یہ ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں اور ان کے بارے میں کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا ہے' کیوں کہ زندگی رواں دواں اور متحرک ہے' اس بناء پر کسی مذہب سے توقع رکھنا ہی عبث ہے کہ وہ قیامت تک وقوع پذیر ہونے والی تمام جزئیات کا پہلے سے استقصا کرے گا اور ایک ایک کا حکم بتائے گا........
بالفرض محال ایسا ہو جائے کہ زندگی کے ہر ہر پہلو کے لئے ایک ایک حکم متعین ہو جائے تو یہ بتایئے کہ دین میں پھر کیا کشش باقی رہ جاتی ہے' کون ایسے مذہب کو تسلیم کرے گا جو انسان کی انفرادیت کو ختم کر دے اور اس سے اجتہاد و رائے کی آزادی چھین لے۔۔"

(مسئلہ اجتہاد' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور)

○ تکمیل دین کا مفہوم یہ نہیں جو کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار نے لیا ہے' تکمیل دین (اکملت لکم دینکم) کا مفہوم یہ ہے کہ دینی و دنیوی ہر پہلو سے دین مکمل ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے "اکمل" کا لفظ ہی ظاہر کر دیتا ہے کہ دین دنیوی و دینی ہر

Marfat.com

لحا سے مکمل ہے' انسان کے "اکمل" کہنے اور اللہ تعالیٰ کے "اکمل" کہنے میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خالق و تخلیق میں فرق ہے' انسان کی نظر و فکر غیر کامل ہے' اس لئے اس کے "کامل" کہنے کی حیثیت بھی غیر کامل رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر و فکر کامل ہے اس لئے اس کے "کامل" فرمانے کی حیثیت ہر رخ سے کامل رہتی ہے۔

○ انسان کی نظر و فکر کی وسعت محدود ہے' وہ اپنی محدود وسعت کے اندر اندر دیکھ سکتا اور سوچ سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کی نظر و فکر کی وسعت لامحدود ہے' وہ فکر و نظر کے ذرائع کا خالق بھی ہے' اس لئے ہر شے کا خالق ہونے کے باعث وہ ہر شے کے ہر رخ سے بھی پورے طور سے آگاہ ہے' انسان اپنی محدود فکر و نظر کی وجہ سے کسی چیز کے سارے پہلوؤں سے آشنا نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ ناکامل کو کامل اور کامل و ناکامل کہتا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ جب کسی شے کو کامل فرماتا ہے تو اس شے کے سارے پہلو اس کے سامنے ہوتے ہیں وہ ان سارے پہلوؤں کا خالق بھی ہوتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے کامل کئے ہوئے میں کسی رخ سے بھی کمی کی نشاندہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانے اور انسان کے کامل کہنے میں کوئی فرق نہیں' دونوں کی سطح ایک سی ہے۔

○ قرآن پاک گواہ ہے کہ جناب رسولؐ کی پوری پیغمبرانہ حیات مبارک احکام نعمت کے مطابق گذری' اور آپؐ کی حیات مبارک ابد تک انسانوں کے لئے مکمل ضابطہ حیات اور مکمل راہنمائی حیات کا مقام رکھتی ہے' اس لئے کسی مسئلے کے سلسلے میں "جزئیات" کے بہانے احکام نعمت میں کسی قسم کی کمی کے بارے میں بات کرنے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ابد تک کے لئے آپؐ کی حیات کامل کامل اسوہ حسنہ نہیں ہے' آپؐ کی حیات مبارک کو کامل اسوۂ حسنہ کی حیثیت نہ دینا آپؐ کی نبوت کی اکملیت پر اعتراض اٹھانے کے مترادف ہے اور یہ کفر ہے۔

○ یہ سوچ کہ جس طرح انسان کا کسی چیز کے بارے میں مکمل کہنا جزئیات کا استیعاب نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے بارے میں مکمل کہنا بھی اس چیز کی

Marfat.com

سب جزئیات کا استیعاب نہیں کرتا احمقانہ سوچ ہے' قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے "مکمل" کہنے کے سلسلے میں فرماتا ہے۔

ما ترٰی فی خلق الرحمن من تفوت ط فا رجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر ○

(کیا تو رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق دیکھتا ہے' پھر دوبارہ نگاہ کر' کہیں نظر آتی ہے تجھے کوئی بے برابری' پھر لوٹ کر نگاہ کر بار بار' لوٹ آئے گی تیری نگاہ تیرے پاس رد ہو کر۔) (الملک: ۳'۴)

○ "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار کی یہ بات کہ

"تکمیل دین سے مراد صرف اس قدر ہے کہ زندگی کے عامتہ الورود مسائل کا حل اس میں موجود ہے' اور ان تمام تقاضوں کا جواب اس نے باحسن دیا ہے جو اصولی اور سیاسی ہیں"--- نہ اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی ہے نہ جناب رسولؐ کی۔ دین میں سند صرف اللہ و رسولؐ ہی کے فرامین کی چلتی ہے' حجتہ الوداع کے خطبہ میں آپؐ نے صرف دو چیزوں ہی کے بارے میں فرمایا ① ایک قرآن پاک اور ② دوسری احکام نعمت کے مطابق اپنا عمل یعنی سنت' جزئیات کی کوئی حیثیت ہوتی تو آپؐ ضرور اس پر روشنی ڈالتے اور کوئی حکم صادر فرماتے۔

○ قلمکار نے عبارت میں لفظ "سیاسی" استعمال کیا ہے' یہ لفظ مفہوم کے لحاظ سے وضاحت طلب ہے' "سیاست" کا لفظ نہ قرآن نے استعمال کیا ہے نہ جناب رسولؐ و خلفائے راشدینؓ نے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے' اسلام میں اصول وصول اور سیاست و یاست کا کوئی چکر نہیں' صرف اطاعت رسولؐ ہے' خواہ عام زندگی ہو یا حاکمانہ زندگی' اطاعت رسولؐ زندگی کے ہر سلسلے کو محیط ہے' جناب رسولؐ کی اطاعت میں اسوہ حسنہ ہے اور اسوہ حسنہ کی اصطلاح ایسی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' اس رخ سے اس میں کسی طرح سے بھی کسی قسم کی کوئی کمی یا خامی نہیں رہ گئی۔ یہ مکمل ترین کامیاب و بابرکت اسوہ ہے (یہ بات اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے لفظ "حسنہ"

Marfat.com

سے ظاہر ہے۔) اس کے مطابق گذاری ہوئی زندگی' زندگی کے ہر مسئلے اور اس کی جزئیات کو محیط رہتی ہے' انسانیت کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اپنی تمام جزئیات کے ساتھ اسوۂ حسنہ کی حدود سے باہر رہتا ہو' یہ اسوہ حسنہ ایک کامل ترین مبارک انسان کی کامل ترین مبارک پیغمبرانہ زندگی کے تریسٹھ (۶۳) سالوں کا ہر قسم کے نشیب و فراز زمانہ سے کامل ترین کامیابی کے ساتھ گذرنے کا مبارک ترین عمل ہے۔

لقد کام لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ○

(تمہارے لئے رسول اللہ کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔) (الاحزاب:۲۱)

○ جزئیات کے مسئلے کو کھڑا کرنے کے مقصد سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ:

(ا) اللہ تعالیٰ نے کسی مسئلے کے بارے میں حکم نازل فرمایا لیکن اس مسئلے کی جزئیات کو سامنے نہیں رکھا۔

(ب) اللہ تعالیٰ کا کسی مسئلے کے بارے میں حکم کامل ترین حیثیت نہیں رکھتا (جناب رسولؐ کی سنت سمیت) اس لئے کہ وہ مسئلے کی جزئیات کو احاطہ نہیں کرتا۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے ابد تک کے لئے ہر طرح سے دین کو تو مکمل کیا لیکن دین کے احکام نعمت کو ابد تک کے لئے ہر رخ سے مکمل نہیں کیا۔

غیر فطری مسائل:۔ غیر فطری (انسانوں کے خود پیدا کردہ) مسائل اور ان کی جزئیات کو اسلام کے احکام نعمت سرے ہی سے رد کرتے ہیں' احکام نعمت کا تعلق صرف انسانی زندگی کے فطری مسائل سے ہے' فطری مسائل کے حل ہو جانے سے غیر فطری مسائل از خود غیر اہم ہو کر رہ جاتے ہیں' دنیا کا کوئی فطری مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل مکمل انداز سے نزولی فطری احکام نعمت نے پیش نہ کیا ہو' کسی فطری مسئلے کی کوئی جزئیات ہیں تو وہ بھی تو فطری حیثیت رکھنے والی ہونگی اور ان فطری جزئیات کا حل بھی نزولی فطری احکام نعمت ہی سے ہو سکے گا' غیر فطری قوانین (اجتہادی انسانی قوانین) سے فطری جزئیات کبھی حل نہیں ہو سکتی' اس لئے کہ غیر نزولی قوانین فطری

Marfat.com

مقام رکھنے والے نہیں ہوتے۔ فطری چیز کو فطری طریقہ ہی حل کر سکتا ہے' نزولی احکام نعمت یا فطری مسائل کو حل کرنے کے فطری طریقے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نازل نہیں کر سکتا' اور ابد تک کے لئے انسانی زندگی کے ہر قسم کے فطری مسئلوں (ان کی جزئیات سمیت اگر کوئی ہوں تو) کو حل کرنے کے لئے فطری احکام نعمت کامل ترین شکل میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرما دیئے ہیں' ہر قسم کے اسلام کے احکام نعمت کے نازل ہونے کا سلسلہ نبوت کے سلسلے کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو چکا ہے' جناب رسولؐ کا دور احکام نعمت کے نازل ہونے کا آخری دور تھا۔

"تکمیل دین" کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا و آخرت کے بارے میں نزولی (الہیاتی یا فطری) احکام نعمت ابد تک کے لئے ہر رخ سے مکمل و مستقل و مسلسل حیثیت میں موجود ہیں۔

زندگی کی روانی :۔ زندگی صحیح راہ (صراط مستقیم) میں اس وقت رواں ہوتی ہے جب اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق رواں ہو' یہ نہیں تو وہ اسلام یا دین کی نگاہ میں گم کردہ راہ ہے' انسان کو پیدا ہی خالق اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے تخلیق کیا ہے۔)

(الذاریات :۵۶)

زندگی رواں دواں اور متحرک ہے :۔ ہر قلمکار زندگی کو رواں دواں اور متحرک بتاتا ہے' لیکن اس بات کی طرف کوئی نہیں آتا کہ زندگی کو جس خالق اللہ تعالیٰ نے روانی دوانی اور تحرک بخشا ہے وہ زندگی کا اپنی پسند کی راہ (احکام نعمت کی راہ) پر چلنا پسند کرتا ہے نہ کہ انسانوں کی بنائی ہوئی راہ (اجتہادی قوانین) پر۔

وہ زندگی جو اپنے پیدا کرنے والے خالق اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پورے طور سے احکام نعمت کے مطابق رواں دواں و متحرک ہو' اسلام اس کی روانی

Marfat.com

روانی و تحرک کو تسلیم کرتا ہے اور وہ زندگی جو اپنے پیدا کرنے والے خالق اللہ تعالیٰ کے احکام نعمت کے مطابق پورے طور سے رواں دواں و متحرک نہ ہو اسلام اس کی روانی دوانی اور تحرک کو رد کرتا ہے' اسلام کی نگاہ میں وہ جامد و ساکت ہے۔ زندگی کی "روانی دوانی اور تحرک" کی بات کرنے والے قلمکاروں سے پوچھا جائے کہ

○-- کیا جاگیرداروں' مل مالکوں' سمگلروں' منشیات فروشوں' سیاسی راہنماؤں' وطن دشمنوں' جعلی ادویات فروشوں' اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں' ٹوڈی خاندانوں' رشوت دینے اور لینے والوں' اقربا پروروں' دنیا دار پیروں' دنیا دار پیر پرستوں' دین فروش مولویوں' دنیا پرست عالموں' اور اپنے خالق اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی زندگیاں بھی رواں دواں اور متحرک ہیں کہ نہیں ہیں--

○-- کیا اللہ و رسولؐ کے مخالف مغربیوں کی زندگی بھی رواں دواں اور متحرک ہے کہ نہیں ہے---

اطاعت رسولؐ میں احکام نعمت کے مطابق عمل ہی سے زندگی صحیح سمت "مرکز توحید" کی طرف رواں دواں اور متحرک ہوتی ہے' مرکز توحید کی طرف زندگی کا رواں دواں ہونا اور بات ہے اور مرکز مغرب کی طرف زندگی کا رواں دواں ہونا اور بات ہے' اسلام کی نگاہ میں مرکز مغرب کی طرف رواں دواں و متحرک ہونے والی زندگی ساکت و جامد زندگی کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ ایسی زندگی کو انسانی زندگی کے بجائے حیوانی زندگی کا درجہ دیتا ہے۔

کیا کشش باقی رہ جائے گی:- کتاب "مسئلہ اجتہاد" کے قلمکار کا یہ کہنا کہ زندگی کے ہر ہر پہلو کے لئے ایک ایک حکم متعین ہو جائے تو پھر دین میں کیا کشش باقی رہ جاتی ہے۔ قرآن و سنت کے احکام نعمت کی حیثیت و حقیقت سے بے خبری سے "دین" اللہ و رسولؐ کی اطاعت و محبت اور حصول رضائے الٰہی کی وہ بے مثال بھرپور کشش رکھتا ہے جو انسان کو ہر کشش سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اللہ و رسولؐ کی اطاعت و

Marfat.com

محبت اور حصول رضائے الٰہی کی کشش کے سامنے کائنات کی ہر کشش بے وقعت ہے۔ محبت تو انسان ہی کی دنیا کی ہر کشش سے بیگانہ کر دیتی ہے اللہ و رسولؐ کی محبت کا تو ذکر ہی کیا' قرآن حکیم میں بے شمار آیات موجود ہیں جو دین کے حق میں بے مثال و انتہائی کشش کی وجہ بنتی ہیں۔

ان الذین امنو وعملوا الصلحت و اقامو الصلوۃ واتوا الذکوۃ لھم اجر ھم عند ربھم○

(بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے صالح اعمال کئے' ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔)

(القصص : ۸۳)

لھم جنت تجری من تحتھا الا نھر خلد ین فیھا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للا برا ر○

(ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے' ان کے لئے اللہ کی طرف سے سامان ضیافت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس نیک لوگوں کے لئے ہے خیر ہے۔)

(آل عمران : ۱۹۸)

فمن تبع ھدی فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون○

(پس جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو اس کو نہ کچھ خوف ہو گا نہ کوئی غم۔) (البقرہ : ۳۸)

تلک الدا ر الا خرۃ نجعلھا للذین لا یرید و ن علو فی الا رض ولا فسا دا و العا قبتہ للمتقین○

(عاقبت کا گھر ہم نے صرف ان لوگوں کے لئے خاص کر رکھا ہے جو زمین میں نہ اپنی بڑائی چاہتے ہیں نہ فساد کرنا' عاقبت کی کامیابی صرف متقی لوگوں کے لئے ہے۔) (القصص : ۸۳)

Marfat.com

کیا رب کے پاس اجر کا ہونا' جنت کے باغ جنکی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے' اور ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ ختم ہونے والی زندگی کے ساتھ رہائش' خوف و غم کا نہ ہونا' اتقا اور عاقبت کی کامیابی (وغیرہ) بے مثال و بے پناہ کشش رکھنے والی چیزیں نہیں ہیں--

انفرادیت :- کائنات اشیاء و اعمال اشیاء کے مجموعے کا نام ہے' کوئی شے (جاندار ہو یا بے جان) ایسی نہیں جو اپنے وجود و عمل کے سلسلے میں کسی دوسری شے کی احتیاج مند نہ ہو ہر شے کے عمل کی شکل دوسری شے کے تعلق سے بنتی ہے اور ہر شے کا وجود اپنی نمو کے ظہور کے لئے کسی دوسری شے کے وجود کا احتیاج مند ہے' ہر تخلیق دوسری تخلیق کی محتاج ہے' اس لئے محتاج انسان کی انفرادیت کیسی۔

"فرد" ایک کو کہتے ہیں لیکن فرد کا تصور افراد سے بندھتا ہے' افراد نہ ہوں تو فرد کا تصور نہیں بندھ سکتا' اچھے برے اعمال کی بنیاد میں بھی دوسروں سے تعلق کا سلسلہ ہوتا ہے' نیکی کے لئے بھی انسان دوسروں کا محتاج ہے اور بدی کے لئے بھی' کائنات میں کسی تخلیقی شے (جاندار ہو یا بے جان) یا عمل کو انفرادیت حاصل نہیں' انفرادیت صرف احد و واحد خالق اللہ پاک کو حاصل ہے' وہ ہر قسم کی مثال و غیر انفرادیت سے پاک ہے' اس کی ہستی ہر قسم کی احتیاج سے بے نیاز ہے' وہ حکم دینے والا ہے' عمل کرنے والا نہیں' وہ وجود دینے والا ہے وجود پانے والا نہیں۔

انسان کی حیثیت دوسروں سے تعلق کے ساتھ بنتی ہے' اس لئے اسے انفرادیت حاصل نہیں ہو سکتی' انفرادیت ہر قسم کی احتیاج سے پاک احدیت سے تعلق رکھتی ہے اور پوری کائنات میں خالق اللہ تعالیٰ ہی کو احدیت حاصل ہے' وہ دوسروں کی ہر قسم کی احتیاج مندی اور دوسروں کے تعلق کی ضرورت سے پاک ہے' اس جیسا کوئی نہیں۔

لیس کمثلہ شئی ○

(کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔) (الشوریٰ : ۱۱)

کفوا احد○

Marfat.com

(وہ احد ہے۔) (سورہ اخلاص)

والھکم الہ واحد ج لا الہ الا ھو ○

(اور تمہارا اللہ ایک اللہ ہے' سوائے اس کے کوئی اللہ نہیں ہے۔)

(البقرہ : ۱۶۳)

اجتہاد و رائے کی آزادی :۔ دین کے سلسلے میں اجتہاد و رائے کی آزادی کسی کو حاصل نہیں' اس لئے کہ دین خالص اللہ و رسولؐ کے نزولی احکام نعمت کے مطابق پورے خلوص دل سے عمل کرنے کا نام ہے۔ اور پھر "مجتہد لوگوں" کے مطابق جب رائے و اجتہاد کا سلسلہ قرآن و سنت ہی کی روشنی میں قائم ہو سکتا ہے تو اجتہاد و رائے میں آزادی کے لئے گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

اسلام کے احکام نعمت (وحی عام و وحی خاص کے احکام) کو سامنے رکھیں تو اجتہاد (انسانی قانون سازی) خلاف اسلام ہے اور اسلام کے احکام نعمت کے خلاف ایک سازش ہے۔

Marfat.com

اجتہاد اور اسلام

اجتہاد
اسلام کے احکامِ نعمت کے خلاف
ایک سازش !

آتش لدھیانوی
ایم۔ اے

ناشر
مکتبہ العدالت 28۔ سعدی روڈ اسلام پورہ لاہور

Marfat.com